SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Sunday January 24, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(*Recitation from the* Holy *Quran*)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَاۨ

الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

هُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِیِّ

الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَکَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ

لَعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATE

Sunday January 24, 1988

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(*Recitation from the* Holy *Quran*)

بسم الله الرحمن الرحيم

قل يايها الناس إني رسول الله إليكم جميعا

الذي له ملك السموت والأرض لا إله إلا

هو يحي ويميت فآمنوا بالله ورسوله النبي

الأمي الذي يؤمن بالله وكلمته واتبعوه

لعلكم تهتدون ۝

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی بادشاہی ہے تمام آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے سو اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمّی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تاکہ تم راہ پر آجاؤ۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، رخصت کی درخواستیں۔ میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیریں دل خان نیازی ۲۱ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے، اس لیئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب صاحبزادہ محمد الیاس ناسازئی طبع کی بنا پر ۲۱ جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ اس لیئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لیئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سید عباس شاہ صاحب نے ایوان سے ۲۴ جنوری کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : الحاج پیر سید محمد شاہ جیلانی نے ایوان سے ۲۴ تا ۲۸ جنوری رخصت کی درخواست کی ہے۔کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب احمد میاں سومرو نے ایوان سے ۲۴ جنوری کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں ۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا ! اس دن جناب چیئرمین صاحب نے ایک نکتہ اٹھایا تھا کہ جب تک میت دفن نہ کریں تو اس وقت تک دعا نہیں ہو سکتی، اسی طرح کراچی میں صوبائی اسمبلی میں بھی یہ بحث اٹھائی گئی اور دعا ملتوی ہو گئی اور اسی طرح بلوچستان اسمبلی میں بھی کیا گیا تو اس وقت میں نے کہا کہ یہ ہو سکتی ہے اور یہ دعا تو خیر ہو گئی ، لیکن میں ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے کہتا ہوں کیونکہ یہ آئندہ کے لیے بھی ایک مسئلہ ہے اور اس کا حوالہ بحرالرائق جلد دوم صفحہ ۱۷۰ اس کی یہ عبارت ہے جو میں پڑھتا ہوں،

(Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel(Khel)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابو سلمہ کے پاس ان کی وفات کے بعد گئے، ان کی آنکھیں کھلی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آنکھیں بند کیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی کہ اے اللہ ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور ان کے درجات اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں بلند فرما۔ یہ ایک کنزالدقائق کی شرح ہے "بحرالرائق" یہ ایک فقہی مسئلہ ہے اور یہ کتاب کا حوالہ ہے تاکہ یہ ریکارڈ درست ہو۔

دوسرا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب والا! کوئٹہ میں بم کے دھماکے سے دو افراد جاں بحق ہوئے۔ اور اس کے بعد میں ان افراد کے لیے بھی درخواست کروں گا کہ جب کہ پاکستان نے نہایت ہی فراخدلانہ انداز میں غفار خان کی میت کو لے جانے میں کردار ادا کیا اور حکومت نے تمام سہولتیں فراہم کیں یہاں تک کہ افغان مجاہدین نے جہاد کو بھی عبادت کا حصہ ہوتا ہے معطل کیا کہ اس طرح میت کو کوئی خطرہ نہیں ہوگا میت لیجانے کے لیے راستے ہموار ہوں گے اسی طرح صوبائی گورنمنٹ نے بھی وہاں مقامی طور پر چھٹی کا اعلان کیا اور اس کے تمام انتظامات ہوئے لیکن وہاں کے جو پاکستانی، نہتے پاکستانی تھے جلال آباد میں، ان کو بمبلاسٹنگ سے شہید کروایا گیا۔ تو کیا ہم اس کی مذمت نہیں کر سکیں گے یہ بہت ہی ....

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جو پہلا پوائنٹ آپ نے اٹھایا اس کا بھی آج کے اجلاس کی کارروائی سے کوئی تعلق نہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بن سکتا تھا لیکن چونکہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ ریکارڈ کو درست کرنا چاہتے ہیں، میں نے سن لیا اور یہ ریکارڈ

میں آ جائے گا، دوسرے پوائنٹ کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں اور نہ پوائنٹ آف آرڈر پر یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد علی خان : جناب چیئرمین صاحب! پریس، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں میرا نام غلط لیا جاتا ہے، میرا صحیح نام محمد علی خان ہے، اس کے آگے پیچھے کچھ نہیں ہے جناب۔

جناب چیئرمین : امید ہے کہ پریس نے بھی یہ نوٹ کر لیا ہوگا

محمد علی خان not ملک محمد علی خان

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین ۔ ایڈجرنمنٹ موشنز ایک تو پروفیسر خورشید احمد صاحب کے نام پر ہے اور اسی نوعیت کی ایک اور موشن ہے جناب جاوید جبار صاحب کے نام پر ایک کا نمبر ۵ اور دوسری کا نمبر ۸۹ ہے۔

خورشید صاحب، about the Sia-Chin Glacier آپ پڑھ لیں۔

i) *RE*: OCCUPYING A PAKISTANI POST IN SIACHIN BY INDIA FORCES

Prof. Khurshid Ahmed : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم I hereby give notice to move the following adjournment motion under Section 70 of

[Prof. Khurshid Ahmed]

the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate :-

'It has been reported in "The Jang" Lahore of 1st January, 1988, that the Indian army has been able to occupy one more post in Siachin. which was originally under Pakistan control. The English daily "Kashmir Times" of Jammu has reported this situation and has also reported the failure of Pakistan Forces to regain control over this post. This report reveals a state of affairs that is of great national importance and calls for urgent discussion. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be suspended to discuss the situation created by Indian army's incursion on Siachin Glachier.

Mr. Chairman : We will take this alongwith the adjournment motion of which notice has been given by Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman, I ask for leave to move that the House do now adjourn to discuss a matter of recent occurence and of urgent public importance namely the clash between Pakistani and Indian forces in the Siachin area reported in the Press on the 16th of January 1988.

Mr. Chairman : Are the motions being opposed.

Rana Naeem Mahmud Khan : They are opposed.

Mr. Chairman : Opposed. Professor Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا! یہ مسئلہ فوری اہمیت کا اس لیے ہے کہ اس کا تعلق پاکستان کی سیکیورٹی سے ہے۔ میری نگاہ میں سیاچین گلیشیئر کی اصل اہمیت محض nominal یا prestige کے view point سے نہیں ہے یہ علاقہ پاکستان کے لیے strategic اہمیت کا ہے اگر آپ اس علاقے کے جغرافیے پر نگاہ ڈالیں

تو آپ یہ پائیں گے کہ extreme north میں پاکستان اور چین کا بارڈر ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پچھلے کچھ عرصے سے پاکستان اور ہندوستان کی فوجوں کے درمیان مختلف انداز میں clashes ہو رہے ہیں، کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جہاں بائیس ہزار فٹ کی بلندی پر یہ گھاس کی ایک پتی بھی نہیں اگتی اس کی کیا اہمیت ہے، لیکن حقیقت یہ نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے مستقبل کے لیے بلکہ میری نگاہ میں اس پورے ریجن کے امن کے لیے وہ علاقہ crucial اہمیت رکھتا ہے، پہلی چیز ہندوستان پاکستان، چین ان تینوں کی جو بارڈر situation ہے جو geo-political situation ہے اس میں اس مقام کی ایک بنیادی اہمیت ہے، دوسری چیز یہ ہے کہ جو جدید ٹیکنالوجی evolve ہو رہی ہے اور ہندوستان جس طریقے سے اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ مستقبل میں پاکستان کے دریاؤں کی پانی کی سپلائی کو متاثر کرے، اس بارے میں کئی سٹڈیز ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاچین میں جو کچھ ہو رہا ہے جیو پولٹیکل اور خالص ملٹری سٹریٹیجی کے view point سے وہ علاقہ اہم ہے وہیں اس علاقے کی بڑی اہمیت اس پہلو سے بھی ہے کہ انڈس اس علاقے کی پانی کی سپلائی جو ہے اس کو متاثر کیا جا سکتا ہے آپ اسے محض آج اور کل کے انداز میں نہ سوچیں بلکہ ٹیکنالوجی میں جو انقلاب رونما ہوا ہے اور اس کے جو far reaching consequences ہونے والے ہیں اس context میں اس علاقے کی بے پناہ اہمیت ہے اگر یہ اطلاع درست ہے جو جموں کے اخبار "کشمیر ٹائمز" میں اور اس کے بعد ہندوستان کے دوسرے اخبارات میں اور ان کے حوالے سے پھر پاکستانی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں تو حقیقت یہ ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ یہ ایسی پوزیشن ہے جس کے بارے میں ہم کو فوری طور پر غور کرنا چاہیئے اس لیے کہ ان کا تعلق جیسے میں نے عرض کیا ملک کی سیکیورٹی سے ہے اس علاقے میں پاکستان کا جو بین الاقوامی رول ہے اس سے ہے اور مستقبل کی ہماری معیشت سے ہے ان تینوں پہلوؤں سے میں اس چیز کو فوری اہمیت کا قومی مسئلہ سمجھتا ہوں۔

جناب والا! اس کا تعلق پاکستان کی ڈیفنس اور فارن پالیسی سے ہے جو مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے اس حیثیت سے بھی یہ مسئلہ ہمارے دائرۂ اختیار کے اندر آتا ہے اور اس ایڈجرنمنٹ موشن میں جن موضوعات کو اٹھایا جا سکتا ہے یہ اس کے دائرے میں داخل ہے۔ ساتھ ہی جناب والا! میں یہ بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ اس پہلو سے اس بات پر غور ہو اور اس ایوان کو اعتماد میں لیا جائے کہ پاکستانی افواج کو کیا وہ سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں جو ان غیر معمولی حالات میں اپنا دفاع کرنے اور پاکستان سے جو علاقہ دشمن نے لے لیا ہے اس کی بازیابی کے لیے ضروری ہیں۔ ٹیکنالوجی کے اعتبار سے بھی، ٹریننگ کے اعتبار سے بھی، لباس کے اعتبار سے بھی، اسلحہ کے اعتبار سے بھی یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کو قوم کے سامنے آنا چاہیئے اس ایوان کے سامنے آنا چاہیئے۔ لوگوں میں اس پہلو سے کافی غلط فہمیاں ہیں تشویش ہے اس لیے کہ یہ بات مختلف ذرائع سے سامنے آتی رہی ہے۔ ٹھیک ہے ہمارے وسائل کم ہیں لیکن اس قوم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر فوج کے لیے وسائل فراہم کیئے ہیں اور کرے گی بشرطیکہ اسے اس بات کا

یقین ہو کہ یہاں ملک کے دفاع کے لیے اس مقام پر اس چیز کی ضرورت ہے یہ وہ سارے پہلو ہیں جن کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں اس مسئلے پر گفتگو ہونی چاہیئے اور مجھے توقع ہے کہ وزیر دفاع اس معاملے میں فنی چیزوں کا سہارا نہیں لیں گے، بلکہ اس ایوان کو اعتماد میں لے کر سیاچین کے پورے مسئلے پر بات چیت کریں گے اور ملک اور ایوان کو ضروری حقائق بتائیں گے۔

جناب چیئرمین : شکریہ، جناب جاوید جبار صاحب۔

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, this is not the first occasion. Mr. Chairman, when we have tried to raise the issue of Siachin in the House the reason why we do so today, is that in the past one year, the word 'Siachin' has come to symbolize the secrecy and mystery that surrounds the conduct of defence policy in Pakistan. Siachin has come to suggest all that is possibly wrong and a little that may be right with the conduct of defence policy because defence throughout our history has been conducted as a matter of privilege by a very restricted group of people in this country, and I believe that the lack of information that surrounds Siachin best illustrates the reason why I press for the House to be adjourned to discuss this issue.

Sir, it also illustrates the fact that despite we having some of the most mountainous terrains in the world, in fact, Pakistan has the largest number of peaks of over 20,000 feet and yet, while a lot is said about the heroic way which our defence forces are always prepared to defend the frontiers of this country, I believe that not enough attention was paid in the past to mount a mountain warfare division on the lines that India prepared itself for not only by sending troops or research people to the Antarctica to acclamitize themselves to harsh conditions but also by investment in mountain warfare research and operations immediately after their experience with China in 1962.

[Mr. Javed Jabbar]

Thirdly, Sir, it is said that Siachin may not be of a strategic value. Now, there are certain parts of our country's terrain, such as the 'Thar Desert' which from a tactical point of view, are considered to be dispensable so that in times of war we have allowed Indian troops to move in. But Sir, the location of Siachin and the relevance of this to the water resources of Pakistan as well as to the very basic defence of Pakistan most crucial northern parts belies any similar argument that can be advanced. Sir, I believe that the matter if it can be termed to be so sensitive as to require confidentiality should, therefore, be discussed in a camera session, in camera session of Parliament so that whatever matters that the Government believes are too sensitive for a public disclosure could easily be discussed within the confines of the House. Also, Sir, I believe that it is high time that the Parliamentary Committees for Defence and Foregin Affairs be conducted, if possible, to the theatre of operations so that some kind of rapport is established between those valiant people fighting in extremely adverse conditions and the elected representatives of the people.

Lastly, Sir, my submission is that at a crucial moment in Pakistan's history where on the one hand we are faced with a challenge of resolving the Afghanistan issue and on the other we are faced with resolving the Siachin issue. We have a curious situation in which two portfolios – the portfolio of Defence and the portfolio of Foreign Affairs have not been given the full scale, a full level federal ministerial attention, which they deserve. We are continuing to treat them as low priority areas at a time when the people demand that these two particular subjects be given the fullest priority. Therefore, Sir, I press the motion. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Rana Sahib.

Rana Naeem Mahmud Khan : Thank you, Mr. Chairman.

Mr. Chairman, I would technically oppose both these motions. But, before I do that, I would like to assure the Members of this House that the Indian intentions to rule the heights unabated have been denied. We have made necessary arrangements to face every threat to our national defence, including Siachin. I would also like to assure the House that the Government and the Armed Forces are alive to the threats posed to Pakistan and this is being done to secure the territorial integrity of our country.

Sir, coming to the admissibility of these two motions, I would submit that the instances on which these two motions have been moved, have been denied by the Government through the foreign office statement earlier last month. As the instances have been denied, this matter becomes hypothetical &, as such, becomes inadmissible. Furthermore, Sir, the Standing Committee on defence was briefed on the situation in Siachin on October 21, 1987 and as far as taking the House into confidence is concerned, the matter has already been taken care of. If, however, at any point the Committee on defence wishes further briefing, it would always be available. We are here to take everybody into confidence wherever it is possible. I thank you, Sir.

Mr. Chairman : Thank you. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! پہلی بات محترم وزیر مملکت سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا ۔ اپنے علم کی حد تک پاکستانی اخبارات میں جس اطلاع کو میں نے بنیاد بنایا ہے پہلی جنوری کو شائع ہوئی ہے اور انہوں نے کہا کہ فارن آفس نے پچھلے مہینے تردید کر دی تھی۔ کیا اس اطلاع کے شائع ہونے سے پہلے تردید کر دی گئی تھی، کیا وہ ڈیٹ بتا سکیں گے کہ پہلی جنوری کو جو چیزیں اخبارات میں آئی ہیں جنہیں میں نے اپنی تحریک کی بنیاد بنایا ہے اس کے بعد اس کی تردید کیوں نہیں کی گئی ؟

جناب چیئرمین : جناب رانا صاحب۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, I think, I am not exactly sure of the date but I think it was the first of this month, Sir.

پروفیسر خورشید احمد : چونکہ انہوں نے اس factual بات کو چیلنج کیا تھا ہم نے خود اس سے پہلے یہ بات کہی ہے اگر کسی اخباری اطلاع کی تردید حکومت نے کر دی ہے تو فی الحقیقت وہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

تحریک التوا کے لیے بنیاد نہیں بنتی انہیں کم ازکم صحیح تاریخ بتانی چاہیے
تھی چونکہ انہوں نے اپنی پہلی سٹیٹ منٹ میں یہ بات کہی تھی کہ پچھلے
ماہ تردید کی ہے اس لیے میں نے یہ چیز عرض کی ۔ میں سمجھتا ہوں
جناب چیئرمین ! یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ اگر آپ یا وزیر مملکت یہ سمجھتے ہیں
کہ ٹیکنیکل بنیادوں پر اس کو ریجیکٹ کیا جانا چاہیئے تو ضرور کریں لیکن پھر بھی
میں اصرار کروں گا کہ یہ مسئلہ اتنا اہم ہے کہ اس پر ہمیں ضرور غور
کرنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب شہزادہ صاحب ۔

خان برہان الدین مجاہد جناب والا ! میں بھی اس بات پر عرض کرنا
چاہتا ہوں کہ یہ سکردو کا قلعہ ہم چترالیوں نے لیا تھا ۔ اور آپ کو
اس ہاؤس کے سامنے یقین دلاتا ہوں کہ یہ سکردو کی لائف لائن ہے
اگر سیاچین گلیشیر ان کے ہاتھوں میں نہ رہا تو سکردو بھی جائے گا
یہ اس ہاؤس کو میں آج بتاتا ہوں تاکہ ریکارڈ پر رہے ۔ اس لیے
اس پر خاص غور کرنا چاہیئے اور اس کو بہت سیریس لینا چاہیئے ۔
اس کو نظر انداز نہیں کر دینا چاہیئے ، جیسے کہ میرے بہت
سارے دوستوں نے پروفیسر خورشید صاحب اور جبار صاحب نے
کہا ہے اس پر ضرور یہ ہاؤس غور کرے ۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, while one will concede obviously that if on a factual basis a specific clash that was reported to have taken place has not taken place then on purely incidental grounds we cannot press the motion. But Sir, there are more substantive reasons why this motion is valid because Siach'in is a continuing threat to the security of Pakistan. Siachin also illustrates the fact that even in the Standing Committees

Mr. Chairman, with due respect, the nature, the quality of the briefing given is extremely cursory and superficial. The time allowed for discussion within a Standing Committee even though Members may demand greater duration of deliberations due to various factors Ministers have their engagements, Members have to travel, no Standing Committee at least in my experience in three years has really done justice in depth to any issue referred to it because we are constantly in a hurry. Therefore, Mr. Chairman, I suggest that the Minister should not rely on a briefing given about four months ago but convene or give a briefing to the Standing Committee now as a first step towards a confidential debate in camera in Parliament.

Mr. Chairman : Thank you. Maulana Kausar Niazi Sahib.

مولانا کوثر نیازی : آپ جمعرات کے اجلاس میں تشریف فرما نہیں تھے، اس دن ہماری ایک تحریک التوا ایڈمٹ ہوئی تھی جس میں بھارت کی فوجی تیاریوں سے متعلقہ مسائل پر، وزیر دفاع اس بات پر آمادہ ہو گئے تھے کہ انہیں اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے گا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سیاچین کی صورت حال کو بھی، اگر وزیر دفاع آمادہ ہو جائیں، تو اسی بحث کا حصہ بنا لیا جائے ۔ اس صورت میں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے مکمل طور پر outrightly reject کر دیا جائے ۔ یہ relevant ہے اور یہ اس بحث کا آسانی سے حصہ بن سکتی ہے ۔ خاص طور پر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اتنا کچھ سیاچین کے مسئلے میں ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود کیا وجہ ہے کہ ہمارے چیف آف دی آرمی سٹاف نے اب تک اس علاقے کو visit نہیں کیا اور فوج کی حوصلہ افزائی نہیں کی ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب شیر دل خان نیازی ۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) شیر دل خان نیازی : میں اپنے معزز ساتھی سینیٹر جاوید جبار صاحب، اور پروفیسر خورشید صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر اوپن بحث ہونی چاہیئے، یہ پہلی دفعہ نہیں ہے کہ سیاچین کا ذکر اس ہاؤس میں ہوا ہے۔ پچھلے سال بھی جب قائد پوسٹ ہم ہار چکے تھے، اس وقت بھی گورنمنٹ نے deny کیا تھا۔ میں ڈیفنس کمیٹی کا ممبر ہوں، جیسے منسٹر صاحب نے فرمایا، اس مسئلہ پر بحث ضرور ہوئی مگر وہ پچھلے سال کی لڑائی کے بارے میں تھی، ان دونوں حضرات نے تو اس سال، یعنی پہلی جنوری اور ۱۴ جنوری کی بات کی ہے، میری یہ ڈیمانڈ ہو گی کہ اس مسئلہ پر سٹینڈنگ کمیٹی ضرور غور کرے اور پوری details میں جائے۔ اس سے چند مہینے پہلے ... بھی میں نے کہا تھا کہ سیاچین ہم نے کن وجوہات کی بنا پر lose کیا، کیا اسکی کورٹ انکوائری ہوئی تھی۔ سیاچین پاکستان کا حصہ ہے۔ یہ چودہ سو کلومیٹر لمبا ہے۔ وہاں انڈین فوج پہنچی کیسے، جس شخص سے غلطی ہوئی ہے، اس کے خلاف کورٹ انکوائری ہونی چاہیئے تھی اور قوم کو بتانا چاہیئے کہ ہم نے سیاچین کیوں ہارا۔ ابھی سیاچین میں دشمن بیٹھا ہوا ہے، اور یہ ہمارے علاقے میں بیٹھا ہوا ہے، کیا ہم نے یہ کیس United Nations میں پیش کیا، کیا اس سلسلے میں ہم نے protest lodge کیا ہے۔ یا صرف diplomatic بات چیت ہو رہی ہے۔ حقیقتاً اس چیز کو seriously لیا جائے۔ سیاچین کا جو گلیشیئر ہے اگر انڈیا اس کو melt کر دے تو کیا ہو گا جو وہ کر سکتا ہے، ہمارے پانی کے جو ذخائر ہیں ان کو سری نگر میں خرچ کر رہا ہے۔ میری یہ خواہش ہو گی

اور آپ سے التجا ہو گی کہ اس چیز کو خدا را seriously لیجئے ۔ اس مسئلہ کو اگر publicly نہیں تو in camera زیر بحث لائیے شکریہ!

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب قاضی صاحب، ابھی صرف ایڈمیسبلٹی پر بات کرنی ہے۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا! یہ جو شیریں دل خان نیازی کا بیان ہے، میں گزارش کروں گا کہ وہ کمیٹی کے رکن کی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج بھی دشمن کی فوجیں ہمارے علاقے میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب بھی اس مسئلہ کو ایوان میں لایا جاتا ہے، تو یہی کہا جاتا ہے ......

(مداخلت)

میر حسین بخش بنگلزئی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

میر حسین بخش بنگلزئی : جناب چیئرمین! مجھے قاضی عبداللطیف صاحب کی اس بات سے قطعاً اتفاق نہیں ہے کہ شیریں دل خان نیازی صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے کہا ہے۔ جہاں تک ڈیفنس سٹینڈنگ کمیٹی کا تعلق ہے ڈیفنس سٹینڈنگ کمیٹی کو بالکل in detail سیاچین گلیشیر پر اور سیاچین کے معاملے پر بریفنگ کی گئی ہے اور وہ جو فرما رہے ہیں کہ اس وقت فوج پاکستانی علاقے میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ جس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی اس سٹینڈنگ کمیٹی میں صرف ایک پوائنٹ پر بات ہوئی تھی ...

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب چیئرمین : آپ پہلے ان کو اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر سن لیں، پھر آپ بھی ارشاد فرمائیں ۔

قاضی عبداللطیف : انہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر میں کیوں پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی؟

جناب چیئرمین : آپ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے تھے آپ مضمون پر ہی بول رہے تھے ۔ ایڈ مسیبلٹی پر بول رہے تھے ۔

قاضی عبداللطیف : میں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ۔

جناب چیئرمین : ذرا حوصلہ کیجئے ۔ جناب ۔

میر حسین بخش بنگلزئی : میں جناب پوائنٹ آف آرڈر پر اس لیئے اٹھا، کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بالکل اعتماد میں لیا گیا ہے، سٹینڈنگ کمیٹی کو زبردست بریفننگ کی گئی ہے اور جو انہوں نے کہا ہے، میں ان سے اتفاق نہیں کرتا ۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے، بات ہو گئی ہے ۔ اب قاضی صاحب آپ ارشاد فرمایئے ۔

قاضی عبداللطیف : جناب والا ! میں گزارش کر رہا تھا کہ بشیر دل خان نے یہی فرمایا کہ میں سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر ہوں اور انہوں نے ہمیں معلومات عطا فرمائیں۔ تو میں گزارش کروں گا کہ جب بھی یہ مسئلہ چھڑتا ہے تو حکومت یہی ارشاد فرمایا کرتی ہے کہ ہم اس مسئلے سے بخوبی واقف

ہیں ۔ سوال یہ ہے کہ آپ اس سے واقف ہیں، سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی آپ نے واقف کیا ہے ۔ اگر اخبارات میں بار بار یہ معاملہ چھڑ رہا ہے تو ایوان کو اعتماد میں لیا جائے اگرچہ بند کمرے میں ہی سہی ۔ اور سٹینڈنگ کمیٹی کی کارروائی یہاں بھی پیش ہونی چاہیئے ۔ آخر ایوان بھی تو نمائندہ ایوان ہے ۔ اس کو بھی اسی طریقے سے تشویش ہو سکتی ہے، جس طریقے سے سارے ملک کو ہے ۔ لہٰذا میں ان کی تائید کروں گا کہ اس مسئلہ کو ضرور لیا جائے ۔

Maj. Gen. (Retd) Shirin Dil Khan Niazi : Sir, I must clarify my position.

Mr. Chairman : There is an end to points of order also.

Maj. Gen. (Retd) Shirin Dil Khan Niazi : No Sir, point is that I said that I attended the Senate Standing Committee on Defence in September 87. The issue involved is o January 88. We would like to discuss this issue, if not publicly, in camera.

جناب چیئرمین : میرے خیال میں وزیر صاحب ارشاد فرمانے والے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا! آپ اس طرف نہیں دیکھ رہے ہیں وزیر کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : "وزیر"، "وزیر" ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں گزارش کر رہا تھا ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : آپ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں یا اس پر بول رہے ہیں؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں پوائنٹ آف آرڈر کے مسترد ہونے سے پہلے ہی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو شیرین دل خان صاحب نے، قاضی عبداللطیف صاحب نے اور جاوید جبار صاحب نے کہا ہے میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں ۔ اس ملک کے ایک ایک چپہ کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔اس لیئے اس اہم مسئلہ پر ضرور غور کیا جائے ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! رانا نعیم صاحب ۔

Rana Naeem Mahmud Khan : Thank you Sir. I will only clarify one or two points which have been raised. First of all one of the honourable Member said that the Vice Chief of Army Staff has not visited the area. I would like to assure him that he did visit. The Acting Chief of Army Staff at the moment is the Vice Chief of Army Staff.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! آرمی کے چیف آف سٹاف کے بارے میں بات کر رہا ہوں ۔

Mr. Chairman : No interruption please.

Rana Naeem Mahmud Khan : He has been visiting the areas since his appointment in March last year and his last visit to the area was only last week. The other one is Sir, that the honourable Member Javed Jabbar has himself stated that this is a continuing process and whatever is a contunuing process cannot form basis of an adjournment motion. Sir, as far as the honourable . . . . .

Mr. Javed Jabbar : Point of order Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Yes, Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : Is the honourable Minister specifically denying the accuracy of the report published on the 16th of Jnauary, I am not referring to the 1st of January, but 16th of January?

Mr. Chairman : Rana Naeem Mahmud Sahib.

Rana Naeem Mahmud Khan : Sir, may I set the mind of the honourable Members of the House at peace, There has been no, and I repeat no incidence since October last. All these reports are, therefore, not based on facts and I don't think a debate in the House would be of any use wherever we feel that the honourable Members can contribute through a debate, like the other day, I myself accepted their notice for discussion on Defence matter. We will always welcome their discussion but on this particular issue I do not find that a discussion would be of any use.

Thank you, Sir.

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین ! ایک بات صرف گزارش کرنی ہے کہ جناب وزیر صاحب نے میری جس بات کی تردید کی، شاید میں وہ انہیں سمجھا نہیں سکا . . . .

جناب چیئرمین : وہ تو آپ نے سمجھا دی۔ اور انہوں نے نوٹ بھی کیا ہے.

مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! نوٹ ہی تو نہیں کیا وہ مزید تردید کرتے رہے ہیں میں جو بات کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ انڈیا کا سویلین صدر ذیل سنگھ وہاں جا کر فوجیوں سے ملا ہے۔تو ہمارے فوجی صدر کو بھی جو چیف آف آرمی سٹاف ہیں، جانا چاہیئے تھا کیا اس کی تردید وہ کریں گے کہ وہ نہیں گئے؟

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! اگر وزیر صاحب کا یہ بیان درست ہے کہ اکتوبر کے بعد کوئی واقعہ نہیں ہوا تو میں صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اکتوبر کے بعد یہ ہمارا پہلا سیشن ہے.

جناب چیئرمین : جہاں تک اس سیاچین کے مسئلے کا تعلق اور اہمیت ہے میرے خیال میں اس سے کسی کو انحراف نہیں ہے سوال یہ ہے کہ اسے آپ ایڈجرنمنٹ موشن کے ذریعے اس ہاؤس میں زیر بحث لا سکتے ہیں یا نہیں ۔ میں پہلے، جناب پروفیسر خورشید صاحب نے جس اخبار کا تراشا دیا ہے اور جس پہ ان کی موشن based ہے، اس کو پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں ۔

" بھارتی فوج نے سیاچین گلیشیر کی ایک پاکستانی چوکی پر ستمبر کے آخیر میں قبضہ کر لیا ہے جموں کے انگریزی اخبار کشمیر ٹائمز نے باوثوق ذرائع کے حوالے سے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستانی فوجیوں کے حملوں کا بھارتی فوج نے نہ صرف کامیابی سے دفاع کیا بلکہ پاکستانی پوسٹ بھی چھین لی ۔ جسے پاکستان نے اکتوبر میں دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ یہ بات ایک strategic اہمیت کی ہے لیکن بھارتی فوج نے حملے کو ناکام بنا دیا "

تو پہلا پوائنٹ یہی ہے کہ یہ واقعہ ہوا کب؟ جیسے وزیر صاحب نے ابھی فرمایا کہ یہ کشمیر ٹائمز رپورٹ کر رہا ہے خواہ وہ جنوری میں کر رہا ہے یا کسی اور ماہ میں، لیکن معاملہ ہے پچھلے اکتوبر کا، اور ستمبر ۸۷ء کا، یہ کوئی تازہ واقعہ یعنی recent occurrence کی definition میں نہیں آتا ۔ جس کو آپ ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع بنا سکتے ہیں ۔ یہی حال جناب جاوید جبار صاحب کا ہے یہ صحیح ہے کہ واقعہ ۱۶ جنوری کا ہے لیکن وزیر محترم نے بالکل clear الفاظ میں اس کی تردید کی ہے کہ اکتوبر کے بعد کوئی اور اسطرح کی جنگ ہوئی ہی نہیں ہے

مجھے یہ نظر آتا ہے کہ جو اسکی heading ہے اس اخبار کے تراشے کی یعنی 'Indian General claims to have repulsed Pakistan attack in Siachin' وہ کیا ہے کہ سیاچین ہم سے پاکستان نے لے لیا ہے ۔ یہ اس کا claim ہے اور ایک کلیم کہ ایک حملہ ہوا تھا اور اس میں casualties کا بھی ذکر نہیں ہے جو اکتوبر کا حملہ ہے کہ صرف exchange of fire ہوا تھا تو اس کو آپ ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع نہیں بنا سکتے کیونکہ جو definition ہے as an sudden occurrence کی وہ اس میں نہیں آتا ، تو ایڈجرنمنٹ موشن تو ایڈمسبل نہیں ہے باقی آپ نے پوائنٹ اٹھایا کہ مسئلہ بڑی اہمیت کا ہے اس کو زیر بحث لایا جائے اس کے دو/تین طریقے ہو سکتے ہیں یا تو آپ اس کو فارن پالیسی debate کے تحت لے آئیں اگر وہ debate ہو رہی ہے یا اس کو دفاع کی اگر debate ہو رہی ہے تو اس میں لے آئیں ۔ مولانا کوثر نیازی صاحب نے پوائنٹ اٹھایا وہ جو دو تین ایڈجرنمنٹ موشنز ایک ہی موضوع کی ہیں ہندوستان کی تیاری پہ اور ہندوستان نے جو aggressive posture اختیار کیا ہے وہ ایڈمٹ ہو چکی ہے اس کے ضمن میں اگر کوئی سیاچین کو ریفر کرنا چاہتا ہے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہو گا ۔ اور آپ یہ زیر بحث صرف اس سینس میں لا سکتے ہیں لیکن separate ایڈجرنمنٹ موشن نہیں ہو سکتی ۔ ایک اور پوائنٹ یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیز کو وقت نہیں ملتا کیونکہ وزراء صاحبان جلدی میں ہوتے ہیں اور وہ سب مسئلے جو وہاں اٹھائے جانے ہوتے ہیں وہ اٹھائے نہیں جا سکتے ۔ میری اطلاع کچھ مختلف ہے اور مجھے شکایت ہے اس سلسلے میں ہاؤس سے ، جہاں تک میں ان کمیٹیوں کو اہمیت دے

[Mr. Chairman]

رہا ہوں شاید مجھ سے پہلے کوئی نہیں دے رہا تھا لیکن حالت یہ ہے اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے کہ جس دن ہم کمیٹی کا اجلاس بلاتے ہیں تو آٹھ دس بارہ آدمیوں میں سے مشکل سے تین آدمی حاضر ہوتے ہیں۔ یعنی کئی دفعہ یہ احتمال ہوتا ہے کہ کورم ہی پورا نہیں ہوگا اور سیکرٹریٹ کو بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے۔ اگر خود آپ کو کیٹیز کے کام میں اتنا سا interest ہے تو آپ کو اس کا گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔ باقی جہاں تک وقت کا تعلق ہے اور وہاں پہ سوالات کا تعلق ہے اور جو matter آپ investigate کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں نہ اس پر پابندی ہے نہ کبھی ہوگی اور نہ اس کی میں اجازت دوں گا۔ تو یہ موشن ٹیکنیکل گراؤنڈز پہ آؤٹ آف آرڈر قرار دی جاتی ہے۔ لیکن باقی اس میں جو دوسری موشن ہے جس دن آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں اگر اس میں آپ سیاچین کو لانا چاہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ تین موضوع ہیں۔

India having acquired sophisticated arms from other countries

at a large scale'

مولانا کوثر نیازی صاحب کی ہے۔ دوسری

'On the acquisition by India of a nuclear powered submarine from Russia allegedly on lease for training'.

پروفیسر خورشید صاحب کی ہے اور ایک جنرل دفاع کے متعلق جناب طارق چوہدری صاحب کی ہے۔ تو یہ تین موشنز یہاں discuss ہوں گی۔ اس میں آپ سیاچین کا مسئلہ ضرور لے آئیں۔

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر؟ آپ کی رولنگ سر آنکھوں پر ۔ لیکن صرف ایک اصولی چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی رولنگز بھی، انڈین پارلیمنٹ کی رولنگز بھی، برٹش پارلیمنٹ کی رولنگز بھی موجود ہیں ۔ کہ recent occurrence کا معنی یہ ہے کہ کوئی واقعہ پارلیمنٹ کے ایک سیشن کے بعد اور دوسرے سیشن سے پہلے ہوا ہو اور نمبر دو یہ کہ جب وہ چیز رپورٹ ہو اس رپورٹ کے فوراً بعد تحریک move کر دی جائے۔ اگر یہ دونوں بنیادیں درست ہیں تو میں آپ کی رولنگ کو تو چیلنج نہیں کرتا، لیکن ہمارا اصولی مؤقف جو recent occurrence کے بارے میں ہے وہ غالباً واضح رہنا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے اس کی تو basis ہی غلط ہیں، وزیر صاحب نے basis کو ہی deny کیا ہے کہ اکتوبر کے بعد کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے تو یہ بھی اسی ہاؤس کی رولنگ ہے کہ جہاں پہ حکومت contradict کرتی ہے اس کو آپ ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع نہیں بنا سکتے ۔ جو دوسرا مسئلہ آپ نے اٹھایا ہے . . . . .

پروفیسر خورشید احمد : میں نے آپ کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جو آپ کی رولنگ ہے وہ اپنی جگہ پہ ہے، لیکن صرف recent occurrence کے بارے میں عرض کر رہا ہوں . . . . .

جناب چیئرمین : اس پہ بھی اگر آپ پرانی رولنگز دیکھ لیں تو بڑی وضاحت سے ان میں کہا گیا ہے کہ

[Mr. Chairman]

It is not actually when it comes to your notice or when it is published. It is when the thing has occurred.

وہی چیز ہے جو ہر ایک فورم پر - بار بار دہرائی گئی ہے سردست یہ ایک موجود ہے

"It has also been the practice that press reports unless admitted by Government are not accepted as authoritative for the purposes of an adjournment motion. In such cases where facts are not admitted by Government, Members desirous of moving a motion must adduce some further facts or authentic information to support the motion".

'An adjournment motion is also held inadmissible when facts are in dispute or when Government disputes the facts stated in the notice of the adjournment motion, and unless evidence can be adduced to the contrary, Government version of the facts is ordinarily accepted'.

So these are the varous rulings on the subject and on these grounds, I think, it has to be held out of order.

ایڈجرنمنٹ موشن کا آدھ گھنٹہ بھی ختم ہو چکا ہے - اس کے علاوہ اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے تو آپ ضرور اٹھائیں ۔

قاضی عبداللطیف : پوائنٹ آف آرڈر - گزارش یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جتنی اہمیت ہم کمیٹیوں کو دے رہے ہیں، آپ کے جذبات کا احترام ہے لیکن میں اتنی گزارش کروں گا کہ جس کمیٹی کا میں ممبر ہوں تو تین سال کے اندر اس کے تین اجلاس بھی نہیں ہوئے - اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

جناب چیئرمین : آپ سیکرٹریٹ سے پوچھ لیں ۔

Mr. Javed Jabbar : Sir, the Government has a majority on all the Standing Committees. They should attend the meetings.

Mr. Chairman : It is the duty of everybody whether in Government or in the Opposition.

THE FREEDOM OF INFORMATION BILL, 1985

Mr. Chairman :Then we take up the rest of the business. The first item is :

> "Consideration of the motion moved by Prof. Khurshid Ahmed on the 17th of January, 1988, that the Freedom of Information Bill as reported by the Standing Committee be taken into consideration".

I think a general discussion was to start on this today.

لیکن ابھی ابھی مجھے جناب پروفیسر خورشید صاحب نے درخواست بھیجی ہے جس میں کہتے ہیں کہ ایک بجے کی پرواز سے ایک ضروری کام سے کراچی جانا پڑا ہے اور سینیٹ کی اختتامی نشست تک شرکت نہیں کر سکوں گا۔ چونکہ میں آزادئ معلومات کے بل پر تفصیل سے بات کرنا چاہتا ہوں اس لیے ممنون ہوں گا کہ اس پر بحث آئندہ پرائیویٹ ممبرز ڈے تک مؤخر کر دی جائے۔

I am in the hands of the House. If you agree then we postpone it to some other day.

Mr. Mohammad Ali Khan : No objection. I have no objection.

Mr. Chairman : You have no objection. So, this would be postponed to the next Private Member's Day for further discussion on 'Freedom of Information Bill'. Next, resolutions – further discussion on the following resolution moved by Mr. Javed Jabbar on the 17th of January.

> "This House is of the opinion that the National Press Trust be abolished."

I think, Mr. Javed Jabbar has completed his presentation. Professor Khurshid Sahib, would you like to speak on it?

Prof. Khurshid Ahmad : Thank you.

RESOLUTION; *RE*; ABOLISHING NATIONAL PRESS TRUST.

Mr. Chairman : Right. So, it is open now for general discussion both for and against whoever wants to speak on it.

پروفیسر خورشید احمد : بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین! محترم سینیٹر جاوید جبار نے ایک بڑے ہی اہم مسئلے کی طرف ہماری توجہ مبذول کی ہے۔ اور اپنی ابتدائی تقریر میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر بڑی خوبصورتی سے روشنی ڈالی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی ملک کے لیے پریس کی آزادی بنیادی اہمیت رکھتی ہے اگر کسی معاشرے میں پریس آزاد نہ ہو، صحافت مؤثر نہ ہو تو حقیقت یہ ہے کہ قانون کی حکمرانی اور جمہوری روایات کی افزائش یہ دونوں ممکن

نہیں رہتے - پریس کو اگر ایک جمہوری معاشرے میں ایک ستون کی حیثیت حاصل ہے اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ قوم کے سامنے حقائق آئیں - ایک کھلا معاشرہ ہو - اگر یہ کھلا معاشرہ موجود نہ ہو اور لوگوں کو اپنی بات کہنے کی آزادی نہ ہو تو پریس معاشرے کی خرابی، ظلم، انحراف، بگاڑ کے اوپر سرچ لائٹ کا کام کرتا ہے - اور اگر ایک ملک میں روایت پڑ جائے کہ مختلف طرح سے پریس کو برسر اقتدار گروہ حکومت اپنے قابو میں رکھے اس کی آواز پر پابندی ہو - پریس ایڈوائس کھلی یا چھپی، اعتراف کے ساتھ یا اعتراف کے بغیر دی جائے، اور یہ راستہ اگر اختیار کیا جائے کہ جب حکومت چاہے جس اخبار پر چاہے قبضہ کر لے - جس کے مالک کو چاہے بدل دے - جسے چاہے اپنے تصرف میں لے آئے - اخبارات کے پورے نیٹ ورک پر حکومت نگران مقرر کرے تو یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کے ذریعے کبھی بھی صحت مند صحافت پروان نہیں چڑھ سکتی - بدقسمتی سے ہمارے ملک میں پچھلے پچیس سالوں میں خاص طور پر یہی راستہ اختیار کیا گیا ہے - میں لوگوں کی نیت کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا - ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس بات کو نیک نیتی سے کیا ہو لیکن آج نتائج ہمارے سامنے ہیں اور وہ کھلا ہوا ثبوت ہے اس بات کا کہ پریس پر شبخون مارنے کی پالیسی صرف اصولی اعتبار سے ہی غلط نہیں بلکہ نتائج کے اعتبار سے بھی بڑی مہلک رہی ہے -

جناب والا! مجھے اس بات کا پورا پورا احساس ہے کہ کچھ پریس کی ذمہ داریاں بھی ہیں - حق بات کو کہنے کے لیے جہاں آزادی کی ضرورت ہے وہیں یہ بھی احساس ذمہ داری ہونا چاہیئے کہ اس آزادی کا صحیح صحیح

[Prof. Khurshid Ahmed]

استعمال ہو۔ اسے ایسی باتوں کے اظہار کے لیئے استعمال نہ کیا جائے
جو اس ملک کے بنیادی مفاد، اس کے نظریئے اور اخلاق عامہ کے خلاف
ہو۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا نازک اور اہم
مسئلہ ہے کہ کیا ہم حکومت کو یہ arbitrary اختیار دے سکتے
ہیں کہ ان موہوم خطرات کی بنیاد پر جب وہ چاہے جس اخبار پر چاہے قبضہ کر لے اس
کے مالکوں کو بدل دے، اپنی پسند کی قیمت پر اخبارات کو سیل کرائے
یا ان کو کسی ایسے consortium کے تحت لے آئے جو حکومت
کی لائن کو لے کر چلنے والے ہیں۔ میں اس بات کا قائل ہوں کہ اخبارات
کے لیئے ضابطۂ اخلاق ہونا چاہیئے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ بات عرض
کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اخبارات، ہمارے صحافیوں نے اس سے
کبھی انکار نہیں کیا۔ میں جس وقت پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈی نینس کا متبادل قانون
کا مسودہ تیار کر رہا تھا۔ تو میں خاص طور پر صحافیوں سے، مدیروں سے،
ورکنگ جرنلسٹوں سے ملا اور سب نے یہ بات کہی کہ ہم نے حکومت کے نہیں
اپنے initiative پر code of ethics مرتب کیا ہے، آج
نہیں مرتب کیا بلکہ ۱۹۷۰ سے مرتب کیا ہے۔ اتفاق رائے ہوا حکومت
اور صحافیوں کے درمیان، کہ یہ ہے ضابطۂ اخلاق جس پر کام کیا جائے
گا لیکن اس وقت اسے انفورس نہیں کیا گیا۔ مجید نظامی صاحب نے
مجھے بتایا کہ ان کی اے پی این ایس کی صدارت کے زمانے میں دوبارہ ۱۹۸۰ء
کے آغاز میں مسودہ تیار کیا گیا مجھے اس کی کاپی بھی انہوں نے دی ہے۔
اس ایوان میں اس کی کاپی تقسیم کی گئی۔ جناب والا! مسئلہ یہ نہیں ہے کہ ملک

کے نظریئے ملک کے مفاد یا اخلاق عامہ کے بارے میں اخبارات کو بی بگٹٹ آزادی چاہتے ہیں ۔ آزادی نام ہی ایک فریم ورک میں آزادی کا ہے ۔ اس کے بغیر آزادی' بے معنی ہو جاتی ہے ۔ اور جو ضابطہ جو طریقہ، انحراف، اختلاف یا وائلیشن پر گرفت کا ہونا چاہیئے وہ اپنی جگہ ضروری ہے لیکن اس کا سہارا لے کر اخبارات پر قبضہ کرنا یا اخبارات کو خاص ڈائریکشن میں گائیڈ کرنا یا پورے ایک نیٹ ورک کو حکومت کے قبضے میں لے آنا غلط ہے ۔

جناب والا ! جن ادوار سے پریس ٹرسٹ کا معاملہ گزرا ہے اور جناب جاوید جبار اس کے تمام مراحل بتا چکے ہیں میں انہیں دہرانا نہیں چاہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سلسلے میں دونوں ادوار، ایوب صاحب کا زمانہ بھی اور اس کے بعد بھٹو صاحب کا زمانہ بھی، جس کا تسلسل یہ دور بھی ہے، ان دونوں زمانوں میں جو راستہ اختیار کیا گیا وہ غلط تھا ۔ سوال یہ ہے کہ اب کیا ہونا چاہیئے؟ میری تجویز یہ ہے کہ پریس ٹرسٹ کا موجودہ سٹرکچر موجودہ نظام تینوں بنیادوں پر، صحافت کی آزادی، اسلام نے ملکیت enterprise کے بارے میں جو اصول مرتب کیئے ہیں ان کی روشنی میں اور ورکنگ جرنلسٹ کے حالات حتیٰ کہ خالص معاشی نقطہ نظر سے بھی' efficiency کے نقطۂ نظر سے بھی یہ تجربہ ناکام رہا ہے ۔ اس لیے پہلی بات یہ ہے کہ یہ نظام تبدیل ہونا چاہیئے ۔ اب اس کی جگہ کیا چیز لائی جائے ۔ میری نگاہ میں مناسب یہ ہے کہ ہر اخبار کو ایک separate unit treat کیا جائے ۔ ایسی کمپنیاں بنائی جائیں جو اس اخبار کو کنٹرول کریں اور اس

[Prof. Khurshid Ahmed]

میں اس اخبار کے جو جرنلسٹ ہیں ۵۰ فیصد پوزیشن ان کو دی جائے، باقی ۵۰ فیصد shares جو ہیں وہ عام افراد کو دیئے جائیں لیکن کچھ پابندی کے ساتھ، کہ کوئی ایک گروپ نہ بننے پائے۔ اس کے بعد پھر یہ ادارے اخبارات self-sufficiency کی بنیاد پر چلیں۔ ماضی کی جو liabilities ہیں وہ ساری liabilities ان پر ڈالنا درست نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ وہ liabilities پیدا ہوئی ہیں ineffi-ciency کی بنیاد پر، کرپشن کی بنا پر اور سرکاری محکمے اور ادارے جس طرح کام کرتے ہیں اس وجہ سے۔ اس کے لیئے ایک workable formula تیار کیا جا سکتا ہے۔ تاکہ . . . . privitization ہو جائے لیکن اس privilization کے اندر میری نگاہ میں اس ادارے کے جو صحافی ہیں انہیں ایک مرکزی اہمیت ملنی چاہیئے۔ میں آپ کے سامنے انگلستان کا ایک تازہ تجربہ رکھنا چاہتا ہوں کہ جہاں traditional national papers کے مقابلے میں جن کا مقابلہ کرنا ناقابل تصور تھا۔ یعنی ٹائمز، گارڈینز، فنانشل ٹائمز ڈیلی ٹیلی گراف۔ ان کے مقابلے میں ایک نیا پرچہ انڈیپینڈنٹ آیا۔ اور یہ انڈیپینڈنٹ working journalists نے نکالا اور اس وقت اس کی جو sale ہے وہ ٹائم کے مقابلے میں آ گئی ہے تو اگر آپ صحافیوں کو یہ موقع دیں گے اور ایک ایسا سٹرکچر بنائیں گے کہ جس میں اس وقت کی جو liabilities ہیں وہ تمام نہیں لیکن ایک judicious اندازہ کر کے، یہ دیکھ کر کے کہ اس کی کتنی value ہے کمپنیاں بنائی جائیں، ان لوگوں کو اس کے اندر ایک رول دیا جائے اور پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں آنے کا موقع دیا جائے لیکن اجارہ داری

کو چیک کرتے ہوئے۔

اس کے ساتھ ساتھ جو بہت عرصے سے پنڈنگ چیز ہے وہ ضابطہ اخلاق کو قانونی شکل دینا ہے تاکہ ایک ضابطہ اخلاق سب کے لیے ہو، محض پریس ٹرسٹ کے اخبارات کے لیئے نہیں تمام اخبارات کے لیے ہو اور ایک پریس کونسل بنائی جائے تاکہ یہ پریس کونسل اس چیز کے اوپر نگاہ رکھ سکے اور جہاں کہیں اخبارات اپنی حدود سے تجاوز کر رہے ہوں خواہ قانونی نقطہ نظر سے یا سیاسی نقطہ نظر سے یا اخلاقی نقطہ نظر سے، بجائے اس کے کہ حکومت اس میں مداخلت کرے اور کنٹرول کرے ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیئے جو watch dog کا کام کرے جس کے پاس شکایتیں جا سکیں، جو suo motou بھی چیزوں کو دیکھ سکے۔ انگلستان میں جہاں کہ پریس کی آزادی غالباً اس مقام پر ہے جس کا تصور بھی تقریباً ممکن نہیں لیکن وہاں بھی ایک پریس کونسل ہے اور اس پریس کونسل کو حکومت، اخبارات، کوئی عام شہری کمپلینٹ کر سکتا ہے ہم اپنے حالات کی مناسبت سے ایک ایسا مؤثر ادارہ بنا سکتے ہیں ایک طرف Code of Ethics ہو جس پر سب کا اتفاق ہو دوسری طرف اس کو implement کرنے کے لیئے ایک نظام ہو، اور اس پریس کونسل میں عوامی نمائندوں کے ساتھ ساتھ جوڈیشری سے افراد کو ہم لے سکتے ہیں۔ تو اس طرح در اصل ایک ایسا ادارہ بن سکتا ہے کہ جو آزادی کی حدود کا تحفظ ہے وہ پوری طرح ہو سکے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپروچ بڑی غلط ہے کہ آپ دلیل تو لاتے ہیں اس بات کے لیئے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ صاحب آزادی abuse کی جاتی ہے اور راستہ اختیار کرتے ہیں اس کا کہ جو آمریت کا راستہ ہے، جو پریس کا گلا گھونٹنے کا راستہ ہے اور جس کے نتیجے کے طور پر نہ صرف ایک اخبار پر آپ نے قبضہ کر لیا ہے بلکہ سارے اخبارات کے سر پر ایک تلوار ٹکتی رہتی ہے تو وہ راستہ صحیح راستہ نہیں ہے، اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ نیشنل پریس ٹرسٹ کو ختم ہونا چاہیئے، اس کی جگہ ایک متبادل نظام بننا چاہیئے اس متبادل نظام میں ان تینوں چیزوں کا خیال رکھا جائے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ اب ایک کنسورشیم نہ رہے، بلکہ ہر پرچہ آزاد ہو، اور اس پرچے کے لیے ایک کمپنی بنائی جائے جس میں اس کے ورکنگ صحافیوں کو اہمیت حاصل ہو۔ کم از کم نصف پوزیشن انہیں حاصل ہو، باقی نصف جو ہے وہ پبلک شیئرز کے ذریعے سے فراہم کیا جائے، اس کے بعد اس کو ایک viable ادارے کی حیثیت سے چلایا جائے لیکن viable ادارے کی حیثیت سے چلانے کے لیے ضروری ہے کہ پرانی liabilities کے بارے میں ایک ایسی پالیسی اختیار کی جائے کہ وہ ان کے پاؤں کی بیڑیاں نہ بن جائیں۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے ہو اور اس کو قانونی شکل دی جائے اور تیسری چیز یہ ہے کہ ایک ایسی پریس کونسل بنائی جائے کہ جو سارے اخبارات کے سلسلے میں یہ تینوں کام کرے، suo moto جہاں کہیں وہ ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پائیں ایکشن لیں، اخبارات کے

خلاف جہاں complaints عوام کرنا چاہیں، اس لیے کہ ہمیں بھی بہر حال بہت سے معاملات میں شکایات ہوتی ہیں، وہ اس تک پہنچا سکیں اور جہاں حکومت کو شکایت ہے جہاں حکومت violation پائے تو حکومت بھی اس کو اپیل کرے اور وہ ادارہ ایک judicious ادارے کی حیثیت سے کام کرے، اس طرح آپ صحیح روایات قائم کر سکیں گے، آزادی بھی دے سکیں گے، آزادی کا تحفظ بھی ہو سکے گا، incentives بھی دے سکیں گے اور incentive کے ساتھ ساتھ یہ ادارے بھی بن سکیں گے economically viable ورنہ اس وقت تو شکل یہ ہے کہ نیشنلائزڈ بینک مجبور ہیں کہ قرض پر قرض دیئے جائیں، کوئی efficiency نہیں ہے، کوئی performance audit نہیں ہے، criteria چار چار پانچ پانچ ہزار کی اشاعت کے اوپر کروڑوں کے قرضے دیئے جا رہے ہیں، یہ تمام چیز ختم ہونی چاہیے اس سے پھر آزاد صحافت بھی فروغ پائے گی اس سے صحت مند روایات بن سکیں گی، اس سے صحیح قسم کی آزادی مل سکے گی اور اگر کوئی آزادی کو abuse کرتا ہے تو اس پر گرفت بھی ہو سکے گی۔ جناب والا! میری نگاہ میں یہ وہ راستہ ہے جس سے ہم اس مسئلے سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں لیکن نیشنل پریس ٹرسٹ کا اپنی موجودہ شکل میں جاری رہنا، میری نگاہ میں سیاسی، اسلامی اور خالص معاشی اور پرفارمینس کرائیٹریا پر unjustifiable ہے۔

Mr. Chairman : Thank you. Any other **Member** who would like to speak for and against. Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh : I have heard Sir, Prof. Khurshid with a rapt attention as far as I was in this House. I don't know how far he implements the principles which he enunciates in this country. We have one newspaper called 'Jassarat'. The Editor of that paper which is under the control direct or indirect of Prof. Khurshid Ahmad, was pushed out of his office without any ceremony whatsoever, and the only fault of that Editor was that he boldly made a statement in the editorial which was not liked by the then Managing Director Incharge. Therefore, it is easy for Prof. Khurshid Ahmad, or the people who control 'Jassarat', to give advice to other people to do it this way or that way but I think, they don't themselves follow it. After all, it is true that the National Press Trust is controlled by Government, but if the National Press Trust is controlled by Government, it was not established by Government; it was established by certain people in the national field and they conducted it to the best of their ability in the national interest. I think, our friend Ghulam Faruque was concerned with National Press Trust, for some time, and he would be able to tell us. There is every possibility of difference of opinion, between the people who control National Press Trust and the people who run National Press Trust newspapers. Those who run newspapers they are also of intellectually high calibre, not to say that they are not. If they, therefore, have certain views on certain subjects and they express those views in those papers, it does not mean that it is something against the national interest. National interest demands that everything should be done in such a manner that ultimately it is for the good of the people. To merely criticise the Government and therefore to establish a paper for criticising the Government or to establish a paper where the Editor takes a foreigner to a friend of his and gets or does not get but publishes certain things having been said. You are questioning a man who is so unpatriotic, he did not care for Pakistan's interest and you are supporting him.

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar : It is not an appropriate question of patriotism of a highly dedicated and an honest journalist. I will not let this go without questioning – Mr. Mushahid Hussain is as much a Pakistani as you or I.

Mr. Chairman : I think, he has not named anybody and unnecessarily you are bringing in his name. Mr. Hasan A. Shaikh proceed on please.

Mr. Hasan A. Shaikh : Sir, I think that among the people of intellectual calibre, there should be expected some sort of difference of opinion. But I don't think that just because it is a national trust paper, therefore, it is bad or people who have their own ways of putting the papers, it is true that if you criticize the Government you make more money; you make a sale that is the criterion which you keep in mind to decide as to whether how you should run the paper but a paper which is docile; a paper which is non-controversial; a paper which gives all the aspects of the problem in the paper itself, I think, that should be encouraged. The Government has a right to establish and Government has never said in the National Press Trust that it will follow the line of the Government. So, often we find that these National Press Trust papers speak against the government. The position is that even T.V. speaks against the government, against senior government officials; Radio speaks against the government officials or criticises the government. Therefore, I think it is for the government, if the government feels that they are doing a national service, to continue with its efforts for doing the national service, I don't think that there is anything objectionable therein.

Mr. Chairman : Thank you. Yes. Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد : پوائنٹ آف ایکسپلینیشن - محترم حسن اے شیخ صاحب ہمارے بڑے بزرگ بھائی ہیں - پرانے پارلیمنٹیرین ہیں - ... کی بڑی عزت کرتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ بہت سے موضوعات

[Prof. Khurshid Ahmed]

کے اوپر گفتگو میں ہم ان سے ان کی بزرگی اور ان کے علم کی بنا پر جس توازن اور جس بیلنس کی توقع رکھتے ہیں نہ معلوم کیوں وہ اس کا اہتمام نہیں کر پاتے۔ میں ان کی پوری بات کا جواب نہیں دوں گا صرف اتنا عرض کروں گا کہ جہاں تک موضوع زیر بحث کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ایسے اخبارات جو پرائیویٹ سیکٹر میں قائم ہوئے تھے انہیں ایک خاص طریقے سے حکومت کے زیر اثر لایا گیا پہلے کچھ خاص لوگوں کے ہاتھوں انہیں بکواکر اور اس کے بعد ڈائریکٹ حکومت کے کنٹرول میں لایا گیا اور اب انہیں اس شکل میں رہنا چاہیئے یا نہیں ہم اسی موضوع پر بات کر رہے ہیں لیکن وہ چیزیں اس میں لے آئے جو extraneous بھی تھیں اور غلط بھی تھیں تو پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پر بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک 'جسارت' کا تعلق ہے اس کا ایک ٹرسٹ ہے جو اسے چلا رہا ہے اس نے حکومت سے کوئی پیسہ نہیں مانگا اس نے کسی اور سے پیسہ نہیں لیا اور وہ اخبار اس ٹرسٹ کے تحت جو پالیسی گائڈ لائنز ٹرسٹ نے طے کی ہیں چلایا جا رہا ہے۔ میرا ان سے direct تعلق نہیں ہے لیکن میں تمام حالات سے واقف ہوں اور یہ بات کہ کسی ایڈیٹر کو انہوں نے کان پکڑ کر نکال دیا یہ بات بالکل غلط ہے جو بینیز انہوں نے بتایا ہے اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں اختلاف رائے پیدا ہوا جس کی بنیاد پر اس وقت کے ایڈیٹر نے خود استعفیٰ دیا اور بورڈ آف ڈائریکٹرز نے ان کا استعفیٰ منظور کیا یہ حقائق ہیں۔ میں سمجھتا ہوں ان کو آئندہ اپنی بات کہنے سے پہلے حقائق کو معلوم کرنا چاہیئے تاکہ اس معزز ایوان میں وہ جو بات بھی کہیں وہ حقائق پر مبنی ہو۔ سنی سنائی باتوں پر مبنی نہ ہو۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب غلام فاروق صاحب ،

Mr. Ghulam Faruque: Mr. Chairman, I am grateful for your giving me this opportunity to talk about the National Press Trust with which, as almost its founder Member I had a great deal to do. I would like to put the record straight. There is some misunderstanding and apprehension about how the Press Trust came into being. I can understand Mr. Javed Jabbar's resolution. He is closely attached to the advertisement business and also certain other activities and naturally he thinks the National Press Trust may be an impediment in the progress of some of his activities. That I presume. As far as Professor Khurshid Ahmed is concerned, it is alright to describe idealistic conditions. Which paper can follow that? He made a reference to the British Papers. There are certain Papers -- English Papers which I have been reading nearly over the last 60 years. One of them was 'Statesman' of Calacutta. I use to subscribe to them regularly untill those Papers -- Indian Papers are no longer coming into Pakistan. And I have been reading the 'London Times' for nearly 40 years. All these idealistic things are imaginary but I will tell you what gave to me the idea of having an independent National Press Trust, controlling certain Papers which are not under any obligation to anyone. It started with the history of the 'Morning News' which was being published from Calacutta, then transferred to Dhaka and later on to Karachi. It was started actually under some sort of guidance and inspiration from Quaid-e-Azam. It was financed by the Isphahani family and run by Khawaja Noor-ud-Din whom I knew well. Later on some dispute arose and the backing of the Isphahani family from the Paper was withdrawn. Khawaja Noor-ud-Din approached me and asked for my help and I arranged with the Adamjee family to support the Paper and provide the necessary funds, which they did. What actually happened was that whenever anything was published in the 'Morning News' either in Dhaka or Karachi (it had to publish something) the government took it as a thing for which the Adamjee family was responsible. I went and approached them and asked them if they would agree to make an independent trust give their share -- the money they have invested into a trust and let it be run by a Board of Trustees who were intellectuals, who

[Mr. Ghulam Faruque]

were all patriotic and who would understand the policy of the Government and the policy of the founder of Pakistan. After some pursuation they accepted it.

As it happened, once having gone out with President Ayub on a shoot, I mentioned this to him. He appreciated it and asked me to go ahead. After a couple of days I was asked to come to a meeting in the President's House in Karachi and I found a number of people sitting down there. The President then mentioned that he had called this meeting, referring to my conversation with him, and he thought the matter should be pursued further and asked Mr. Adamjee who was present in the meeting whether he would agree to put the Paper into a trust. Mr. Adamjee referred the matter to me and said that we leave the matter to him, he can do it. That was the beginning of the National Press Trust. It was only a limited number of Papers, one in Dhaka the other in Karachi and probably one Bengali Paper and another Urdu Paper. The money was provided by about 50 or 51 trustees. It was an amount of nearly 51 lacs of rupees. A charter was drawn out independently and the objectives laid down as cited by Professor Khurshid just now. We thought also of those ideals and we thought we would be able to implement them. We had a meeting with the President himself here in Rawalpindi and a question was asked by one of the Trustees that if any of the trust papers wrote anything which is not liked by the Government he hoped that the government would not come down on that with all its wrath and power and an assurance was given that this would not happen as long as whatever the Papers wrote was in keeping with the ideals of the country.

Mr. Hasan A. Shaikh has mentioned that we chose eminent government servants – very capable people to try and run the Press Trust and that was the objective. But what happened? We know the history of Pakistan, we know how things have changed in these last 40 years. We start with certain good intentions and resolutions and ideals but they don't work. The wear and tear of time and the changing circumstances bring about a change. I think that change has come about now but what I do not understand is, can any government, can any party run itself, present Government, the Muslim League Government or any other

government without having some sort of press representation. Professor Khurshid has referred to the British Press. What is the 'London Times', which used to be my ideal because it was in a Trust but before that its owner Lord North Clif and all others were highly capitalists. Present paper is run by a world capitalist not belonging to Great Britain itself. There is no paper that I can see – I have known many of them who are run: . : on those idealistic lines. Each one represents a certain school of thought and each party. In the Great Britain where there is highly spoken of the freedom of the press, who is running the press? There are the Liberals and there are the Conservatives and theother new parties that come each has got the support of a Paper. These are the factual things. To try and expect a Paper that it will run absolutely on an ideal ground – there will be no controversy. I do not think people will bother to read that Paper.

So I would like to tell the House that it was through an evolutionary process. For many years various governments have run the trust. My friend Maulana Kausar Niazi was Information Minister in the Bhutto Government. He had sponsored and run the Trust. I thought he would speak on the subject but he has not done so. Every Government that came in power realised that it should have a press. No Government can run without having not only its press in that way but having indirect connections with the papers as is done all over the world. It may be affecting the business of some people but that is not the thing.

Prof. Khurshid Ahmad has made some very good suggestions that the Trust should be reformed. I would strongly advocate that. If some one would look at the original terms of reference, the principles that were drawn at that time, how the money was subscribed and all that, that would be a good thing. Unfortunately later on when I had served all my connections with the Trust for many years, things changed but it does not mean that the whole organization has to be condemned. I think it has taken years for its existence and development and it must be supported. If there are any idealistic lines that we can propose and the Government can think of it, it should be brought back on those lines Thank you.

Mr. Chairman : Thank you very much. Any other gentleman?

Mr. Javed Jabbar : Sir, the person moving the Resolution has the right to respond to the points raised during discussion.

Mr. Chairman : Yes, after somebody from the Government side has responded.

Mr. Javed Jabbar : Sir, is not the honourable Minister responding?

Kazi Abdul Majid Abid : Sir, I was waiting to see if anybody else wanted to talk on the subject.

At the outset, Sir, I am grateful to you Mr. Chairman, for giving me the floor and I have a word of praise for the level of debate and standards that have been maintained in this august House throughout the past three years. I know that the mover of this Resolution is an orator of calibre and a very capable young man., I am hoping to God that he does not get out of the House in the ballot that is to come on 30th January, 1988, and even if he goes out I would very much pray for his coming back because by and large all his arguments so far have been very effective and vocal. Whether he has been pleading a good case or a bad case but his eloquence has been par excellence and that part of it I have always appreciated.

In this particular case, Sir, he has tried to build up a case which hardly has any foundation. The very reading of the Resolution, Sir, would illustrate this point. The Reslution says :

> "This House is of the opinion that National Press Trust be abolished".

It is rather, I would say with all the deference for the honourable Senator, a destructive approach not a constructive approach; whatever he may profess or say in his speech.

Sir, all my life I have been not a very virtuous person, I may have my other follies but I have never suffered from the obsession of infalibility. I have always looked into myself, tried to analyse my own conduct, tried to analyse my own performance at various levels & wherever I have found that something is missing in me, I have tried to improve upon it. In this particular case also if the honourable Senator Mr. Javed Jabbar had instead of waxing so eloquent about the destruction of an institution, of an organization which is a trust in perpetuity – charitable trust in perpetuity, offered certain constructive suggestions/proposals to improve upon things, I would have welcomed it.

Sir, admittedly I am personally grateful to Mr. Ghulam Faruque who has been the pioneer member of this Trust and at whose instance the NPT was created, as you have just heard Mr. Chairman, and the whole House has heard it. Such a venerable person, such a person of eminence, an intellectual person who has contributed so much to the building up of this country, he has made my job simpler by explaining the entire background. All the same, Sir, I would like, you to bear with me, to read out Article 19 of the Constitution. It says :

> "19. Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression, and there shall be freedom of the press, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof, friendly relations with foreign States public order, decency or morality, or in relation to contempt of court, commission of or incitement to an offence".

Sir, this is a constitutional provision for freedom of expression.

You will kindly bear with me to read out to you the objectives with which this Trust was set up. I will read a portion from the Trust

[Kazi Abdul Majid Abid]

deed itself. They have provided that :

> "They were motivated by a desire to help and encourage the promotion of sound and healthy journalism with a truly national outlook untainted by parochial, partisan or sectarian inclinations so as to contribute to the making of the press a truly objective and effective instrument for propagating the idelogy of Islamic Republic of Pakistan and for the furtherance of unity, solidarity, integrity and prosperity in the various spheres of national life".

Sir, these were the main objectives with which the Trust wa created. Sir, I took care to obtain the exact copy of the eloquent speecl which the mover of the Resolution made the other day in this augus House. I have gone into it in order to see if there are any points speciall made, specially emphasised upon which really needed to be looked into Sir, I have been disappointed. In the words of the Father of th Nation, I will take you back Sir, to the period when there was tha notorious Moti Lal Nehru Report on the relations between the tw communities of the Sub-continent. While that report was being dis cussed, I recall the words of the Father of the Nation, late Quaid-e Azam, who said, (in the arguments against the report, he said) 'it i fundamentally wrong, futile and absurd'. The third adjective is a littl harsh, I hope the mover of this resolution will forgive me for repeatin what has been said by Quaid-e-Azam about the Moti Lal Nehru Report But Sir, no case at all, inspite of the brilliance that he poured, brillianc eloquence, oratory that he showered on the floor of this House, he ha not been able to make out any case for the abolition of the Nationa Press Trust. Sir, it is in his own words which differ from Professo Khurshid Ahmad. He says that a working Journalist has never succeede in building up a newspaper, in running a newspaper successfully, wherea Professor Khurshid Sahib in his very valuable speech made a suggestion even he pointed out three things. One thing; some thing like a Nationa Council for Press – Press Council for Pakistan, he also suggested that this entire organization should be bifurcated or sub-divided into various separate dailes and separate organizations in which 50% shares should be given to working journalists and the rest should be put to the people.

If we go by the honourable Senator, Javed Jabbar's recommendation, then in that case Sir, we have to offer this thing. Disinvestment means offering it again to some tycoons, some business monied men to come and take possession of these organizations.

Sir, I have examined the whole thing. I do not see where the NPT has failed in its objectives. The National Press Trust is running as a separate organization as many as fourteen publications and it is very much wrong to say that they have not been given the independence. The policy of the present Government as your worthy-self knows Mr. Chairman, and this whole august House knows that the policy of this Government – Junejo Government has been complete freedom of Press and that freedom of Press is as much applicable to all these fourteen publications as to any other publications going about in this country. This Government has given them freedom which is now serving as a something of which some other developing countries are becoming jealous. It is as good independence of speech as good freedom of press as any where in any other developed country. Now even the allegation that these papers enjoy project the points of view of the Government dignitaries, I honestly and sincerely wish to inform my honourable friend to point out where we have failed. This National Press Trust has been projecting all points of view in the country, from all sections of the populations, from all political parties. Because this Government is doing wonderful work for the development of the country under the Five Points Programme of the Prime Minister. Therefore, if these papers give a little more projection to developing programmes Sir, I don't think it is a sin which can not be forgiven. I personally feel that these newspapers – the National Press Trust papers – are rendering yeoman service to give objective reporting, to give full display to news and independently. Sir, eversince I took over atleast, these are my instructions to these papers that they should continue to behave independently and if they have to criticise any where they are free to do that. But Sir, there should be some cause for it, not that, they should in season or out of season, always say something against the Government in

[Kazi Abdul Majid Abid]

order to increase their circulation and Sir, even the charge that these newspapers are getting 50% of the advertisement, I am so sorry, so very disappointed with my learned Senator that he made this allegation that 50% of the advertisements is going to National Press Trust. Sir, this is not a fact, I categorically deny it, where I wish it were so, if these newspapers were getting 50% of the total advertisements of the Government and nobody would have been happier than myself, their financial position would have been in much happier position than what it is today.

At the same time Sir, the allegation that is the circulation of these newspapers is going down, I am sorry to inform my friend that he is very much wrong in making that statement, he is far from speaking the facts. So all said and done Sir, lot of useful work is being done in the NPT. I don't claim pefection as very rightly suggested by honourable veteran Senator Ghulam Faroque Khan that there is always room for improvement and where it is not Sir, you look around, kindly see for yourself and let the whole House see it that there is room for improvement every where not only in our country but in the far advanced countries also. So, merely on that plea that there is a room for improvement, Sir, NPT has been doing most useful work. It has been given stipend. It is implementing the Wage Board Award fully in letter and spirit. All the employees are in a much happier position that employees of other private organization. They are getting their dues, we give them pensions. The NPT provides their children scholarship. The NPT provide training ground. It also has symposiums, it has workshops, it carries on so much of training work and then in the latest technology also NPT has set an example of how much improvement is possible in the print media.

So, my humble submission is that inspite of my admission that every good government likes to have an effective opposition. So, opposition for the sake of opposition of course, is not a very desirable thing. But a healthy opposition, effective opposition to guide us, to advise us, to lead us wherever there are any lapses on our part, if they give us the guideline. But from a gentleman who has his own experience, who is himself connected with the media, who himself has the communication as an advertising agency, he is running an organization with whom we have dealings, an organization with which the NPT has dealings,

they are going on if there is any misunderstanding that could be sorted out. I am not making any adverse reference, sorry, if I have said anything which my honourable friend may not like but if there are any differences of opinion on any particular issue in our day to day dealings with his advertising agency those could be sorted out but not by destroying the NPT. I thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you very much. I think before you take the floor let me make one point clear on non statutary resolutions which are intended merely as instrument for expression of opinion. The right of a reply is not given to the mover, this has been the tradition of the House and this is keeping with the spirit of the rules. The rules provide that if a resolution is opposed, the Members may be allowed to express their opinions both for and against and at the end of this discussion, the Minister is asked to reply, that finishes the whole thing. But as a special case, I am permitting you but please be brief. The only concession which is given to the mover is that when he is introducing his resolution he can speak for half an hour and the Minister in winding up the discussion, he can also speak for half an hour but that is all. The right of reply is such in order to avoid misunderstanding for future. It is not there in our traditions and not provided in the rules. Please now go ahead.

Mr. Javed Jabbar : Thank you Mr. Chairman, I appreciate your waiving the rule to permit me to respond because I believe that the subject of the resolution is substantive enough to require some clarification and a degree of response to some of the issues raised. I shall try to be brief. I shall not repeat the points that I have already made. I would like to begin by thanking the Federal Minister for Information and Broadcasting for the most kind and genereous words that he used with reference to me. I certainly do not deserve those and I concede, I defer to his seniority and experience in this field. I also thank the other members who took part in the discussion Nevertheless, Sir, I beg to disagree with the observations made by the honourable Federal Minister and the gentlemen who supported or opposed the resolution with him.

[Mr. Javed Jabbar]

Firstly, Sir, I would like to clarify that there is absolutely no personal interst or motivation on my part in moving this resolution. I regret that I need to make such a clarification. I assume when a Member is elected to this body he will not permit any personal consideration to affect his conduct or his words inside or outside this House. Indeed I would like to begin by complementing the very personnel who work in the newspapers and organizations of the National Press Trust, by both professional knowledge and by personal experience I know for a fact that most of them are highly experienced and skilled journalists as well as commercial people. I have absolute faith and respect for their talent and their ability but observing the conduct of the National Press Trust, observing the productivity of the newspapers controlled by the Press Turst, I am convinced that those gentlemen and ladies are not able to give their most excellent productivity in journalism because of the inherent and unnatural concept of state ownership of print media or any media or any media whether those on the treasury benches agree or disagree I contend that the very principle of state ownership of the meanse of disseminating information, is an unnatural, anti-democratic, anti-freedom based principle. So, when the honourable Minister states that he is very disappointed that he finds no constructive suggestions from my side I am not surprised that is surprised because his assumption is flawed. I believe that mere improvement in the National Press Trust will actually reinforce the very vices and the evils inherent in the unnatural concept of state ownership of media.

Indeed when one calls for the abolition of the National Press Trust one has to give the analogy of something that is cancerous which has to be removed if the body itself is to survive and grow and when one says this, one says this with full awareness of the implications. It is not easy to disband an institution. Over night, you cannot abolish an institution that has grown in its own vested interests or its benign interests so over 20 years. I am not being frivolous when I suggest the abolition of the National Press Trust. But I submit that one must remember the conditions and the actual political imperatives in which the National Press Trust was created. I beg to disagree that you may pick up a piece of paper from the Charter of the Press Trust and quote the idealistic objectives enshrined in that Charter. Sir, what is a piece of paper? We are familiar with history. History is full of pieces of papers

stating noble intentions which were neither meant to be intended nor were they ever achieved. So, merely by citing what is written in a Charter is not going to convince me that the real intent behind the creation of the National Press Trust was to serve the cause of freedom. The National Press Trust was born in an era of dictatorship. It was the first time in the history of this country that the Armed Forces had taken over the constitutional process that a number of measures had been taken - the take over of those boldly defined and quality oriented papers of the progressive publications of Lahore, the promulgation of the Press and Publications Ordinance in 1960; their promulgation of the provincial versions in 1963; the take over of the Associated Press of Pakistan in 1963. The National Press Trust was not a brilliant star in the night and inspiration from private enterprise to suddenly serve the cause of press freedom. The private sector in this country alas and regrettably so was part of the power process that took over military authoritarian dictatorial control of this country 1958.

I do not suspect the personal integrity and sincerity of veteran such as Mr. Ghulam Faruque but we must learn from history. When we look back at those 25 years of Pakistan's history we find that the roots of the curtailment of press freedom began in 1959. There is absolute unanimity on this, Mr. Chairman, there is no scholar, no politician, no thinker who can prove to us that before 1959, the State and the Government had already begun the process of regimenting the press. So, when we talk of the National Press Trust's abolition, we call for the removal of the last and final culminating act in a well thought out conspiracy against free speech, and when we say free speech, we are not being idealistic and impractical. We know that there should be limitations on free speech. We are conscious of the provisions in the Constitution of Pakistan which states that freedom should be granted within reasonable restrictions. that word 'reasonable' Mr. Chairman, has been a small but most effective escape clause for every Government that has come to use the word 'reasonable' to impose most unreasonable restrictions on the press; and when we talk of the National Press Trust we cannot talk of it in isolation. Mr. Chairman, there happened to be at least 13 institutions in this country, by which the State and the Government enforce control over the independent press and overall on the media. But specifically on the press Mr. Chairman, you cannot see the National Press Trust in isolation to the role of the Press Information Department.

[Mr. Javed Jabbar]

I stand to be corrected if the honourable Minister states that the NPT publications do not receive half of all Government's advertising. I would be glad to be illuminated and enlightened with the exact data. Alas! this data has never been published partly for the private sectors own shyness about circulation figures, partly because of the traditional disinclination to reveal data. But Sir, if at all, one is to state that the Press Information Department is only controlling advertising on merit then one would like to know what justification is therefore, the Press Information Department to control the placement of even autonomous government corporations that they alone will determine whether a situation vacant at that PTV wants to place in Hurmat or Khyber Mail should appear in Khyber Mail or should not appear in Khyber Mail. It is when you see the NPT's role in relation to the Press Information Department; in relation to the Ministry of Information; in relation to the control that it exercises on all other medias in this country that that is where the NPT becomes much larger in scope & impact than what it was meant to be, and therefore, Sir, when one says; when one notes what the Minister or his honourable colleague says that every government has the right - has the right to own media, one questions this. By what historical analogy or example is this statement made on the floor of this House? Which Government has the right to control media? Indeed Governments have the right to decontrol media and to disinvest from media. This is the established principle and not that which has been propounded.

It is also said Sir, that the honourable Minister has given instructions to the NPY publications to be fair in political coverage. Now, Mr. Chairman, I do not doubt that such instructions have been given but look at the content of the NPT publications: There is a way in which editorial discretion....

Mr. Chairman : I think, let us not go off the same ground. I requested you in the beginning . . . .

Mr. Javed Jabbar : I beg to disagree with the contention that NPT publications are fair to all political parties. My contention is that they certainly are critical of certain aspects of Government policy but there are certain sacred cows which NPT publications will never touch. I challenge - I challenge any NPT publication to produce an editorial once in 3 years of this Government that has questioned the fundamental correctness of certain policies enunciated by the head of the Government or indeed by a member of the Cabinet and as the honourable Minister says that he is not perfect - no one is perfect but surely in these 3 years there have been occasions when public policy has been seen to be inappropriate.

So, it is alright to launch an attack on the Customs or on the corrupt Police, everyone does it. There is no distinction on the part of the NPT publications. Therefore one has to understand what is the nature of the government control. It is a form that pervades the operations of the National Press Trust & it results in inefficient management of the press. As illustrated. Mr. Chairman, by the fact that he did not mention this but in just 24 to 25 years the NPT has had as many as 20 Chairman, each Chairman has lasted bearly one year and 2 to 3 months. If this is trully a well run organization one would like to be illuminated as to the reasons for the very high turnover of Chairman after Chairman for losses after losses being incurred by the parent and the holding companies of the NPT. Therefore, Sir, in conclusion when I say that we call for the abolition of the Press Trust I want to emphasise that one does not wish to be destructive, one wishes to be constructive in calling for the abolition of the National Press Trust. I believe that one is calling for a renewal of values in this country or values for a truly independent press restoring to the press the original vigour which it had free of any influence from governmental control and therefore, Mr. Chairman in moving the resolution I would like to reiterate that the intent is to assist the democratic process in this country, to strengthen institutions in this country and not to disrupt or demage them. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Let me now put the question. The question is that the resolution at serial No. 4 moved by Mr. Javed Jabbar to the effect that this House is of the opinion that the National Press Trust be abolished may be passed.

(The motion was negatived)

Mr. Chairman : The resolution is rejected. Next. Legislative Business. Qazi Hussain Ahmed Sahib. He is again absent.

جناب محمد علی خان: ختم کریں جی اس کو He is not here.

Mian Muhammad Yasin Khan Wattoo : He is not here for the last so many sittings.

جناب چیئرمین : اب رولز کچھ ایسے ہیں کہ،

I think he has a right to move it at any time when he is in the House, on any Private Members Day of course.

تو کیا کریں ؟

Pause

Now we move to the next one. Motions under rule 187.

Mr. Shad Muhammad Khan : Point of order, Sir.

Mr. Chairman : Yes Please.

Mr. Shad Muhammad Khan: Sir, I request through you the other Members to allow me to move my resolution prior to the number. Because it involves a big project of Kamalia Mills. So, I request you Sir, to suspend the rules in my favour and allow me to move this resolution.

Mr. Javed Jabbar : No, Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Our practice has been to take them up in the chronological order in which they appear. So, I think you will have to wait for your turn, I am afraid.

Mr. Shad Muhammad Khan : Alright.

Mr. Chairman : Yes. Javed Jabbar Sahib.

DISCUSSION ON THE INFORMATION AND BROADCASTING POLICY OF THE GOVERNMENT.

Mr. Javed Jabbar : Thank you. Mr. Chairman, in moving this motion I just want to say at the outset that again while one will not repeat data that has already been covered by the National Press Trust that the policy of the Information and Broadcasting Sector of the Government of Pakistan particularly in present times will be brought into focus through this motion. The intention is, therefore, not to repeat and therefore, Mr. Chairman, I begin by referring simply to the point that the honourable Minister made when he resorted to a quotation from the Quaid-e-Azam earlier today. I would beg to be informed as to whether the great Quaid-e-Azam, the very founder of this country ever made a pronouncement about the role of the State and Government in regulating information and broadcasting in Pakistan and if so whether the present Government bases its policy on a pronouncement of the Quaid-e-Azam who visualised either a policy of regulation and monitoring of media, the way it is being conducted today or whether the Quaid-e-Azam is only to be used as per ones convenience quoting him as and when it suits us. Mr. Chairman, my contention is that the Information and Broadcasting Policy of Pakistan today illustrates the fact that there is prevalent in Pakistan what could be described as a disease of mal-information equivalent perhaps to what can be called mal-nutrition just as when the physical body does not receive an adequate quota or quantum of information the body begins to suffer from mal-nutrition and my contention is that the people of Pakistan suffer from an inadequate supply of information and this is borne out Mr. Chairman, by the fact that with a population of as much as 100 million people we have about 12 to 14 million families and yet 20

[Mr. Javed Jabbar]

years after the advent of television the official set count of Pakistan Television Corporation is as little as 1.4 million households which means that less than 20% of the people in this country are able to watch television. Radio has an official set count that as far in disproportion to the actual number but even if we settle for a figure of 7 million radio sets in this country that still leaves about 40% of the population without coverage from radio and in print media Mr. Chairman, the unfortunate fact is that after 40 years the total circulation of print media in Pakistan . . . .

Mr. Chairman : I think the resolution has nothing to do with print media.

Mr. Javed Jabbar : Mr. Chairman, the Ministry of Information and Broadcasting controls all media as the administrative Ministry except for cinema which is under the administrative control of the Ministry of Culture. So, therefore, I refer only briefly to the press but the fact is that the total circulation today is less than one million copies and that leaves as you can imagine even if you take 7 to 8 readers per copy abo-ut 80 million people in this country bearly ever purchase a newspaper and less than that ever read a newspaper. Therefore, Sir, when one talks about the mal-information I think it illustrates the need for a media development policy. It is my contention Mr. Chairman, that we should not have an information and broadcasting approach to this sector but we should look at it from the point of view of accelerating the development of media that are so badly needed in Pakistan. This conceptual change is necessary so that the Federal Ministry of Information which is responsible for this policy changes its basic and fundamental approach to this sector.

Earlier I referred to the fact that there are as many as 13 different institutions through which the Government affects the information and broadcasting policy and these even include the regulation of newsprint which is so fundamental to print media includes the Central Borad of Film Censors when it comes to cinema censorship but specifically in radio and television these remain state monopolies and here too I would refer to the example of countries like Indonesia, and the Phillipines which have had authoritarian governments and histories like ourselves and yet these two countries allow private companies to operate

radio and television stations particularly in the Phillipines but in Pakistan unfortunately television has always remained a State monopoly and despite the fact that we like to congratulate ourselves about how qualitative our television system is in comparison to other television systems I think there too one finds that in the content of Pakistan Television and Pakistan Broadcasting Corporation there is an inherent unwillingness and inability to deal with certain basic issues which are treated to be sacrosanct because the Board of Governors and the Board of Directors of these two corporations are directly under ministerial control. The Chairman of these two corporations happened to be the Secretary of the Federal Ministry of Information. So Sir, when one talks about free and open expression of policy it is clear that by the presence of certain officials at certain crucial positions the free and unfettered expression of opinion is certainly regulated in the overall information and broadcasting sector of activity. I would submit Sir, five specific proposals in terms of formulating a media development policy in place of the information and broadcasting policy which has tended to be a legacy of our colonial days. There has been no fundamental revision at the ministerial level as to what the function of the Information and Broadcasting sector and the Information and Broadcasting Ministry should be as a consequence of the change over from colonialism to independence.

I submit, Sir, that the first should be that the Ministry should help accelerate the process of media development in a comprehensive sense. That is the first principle.

The second is to encourage participation from the private sector in the development of media.

The third is disinvestment by the State from media where it exists and the deregulation of media in line with the Government's own stated claim about promoting deregulation and disinvestment.

Fourth principle, Sir, is to emphasise fair and balanced coverage, and the best example of this, Mr. Chairman, is that Pakistan Television and Pakistan Broadcasting specifically exclude coverage of any other political party other than the Pakistan Muslim League which I think

[Mr. Javed Jabbar]

illustrates the basic unnatural, unrepresentative and distorted character of the news and current affairs content because there can be no justification for ignoring the political reality that exists outside this Parliament. PTV and PBC are kind enough to give some coverage to people outside Government in the course of reporting parliamentary proceedings but you well know that the caclulated manner in which that coverage is given, where no visual or vocal coverage is allowed, is also part of the deliberate policy to keep parliament in a deglamorized state so that democracy never appears to be as potent and popular and attractive as mass support , which in a sense it should become. Therefore, Sir, when one talks about fair, balanced coverage, one demands that in the case of PTV and PBC in particular if political parties other than the Muslim League hold a meeting which is attended by hundreds, and thousands of people; or any of their leaders, says something of national significance that too should be given adequate and fair coverage in proportion to the series of reports that one sees where Ministers and other equally honourable gentlemen go around inaugurating functions and where what they may have to say may not be that particularly topical or significant or of equal priority as the issues raised by political leaders who do not represent themselves in Parliament.

No. 5, Sir, I submit that the media under the control of Government should make a much more conscious and systematic effort to glamorize the concept of development in Pakistan. The concept of traditional news priorities, the concept of what should be promoted in terms of image and appeal to the younger generation leaves out the process of development. Development is always treated in a kind of dull documentary way which leaves people cold and I think it needs a basic change in the creative stage of presenting radio and television television material so that the people are much more motivated and activated to support the process of development.

With these five observations, Sir, I hope that my honourable Members and friends in the House will respond to hopefully try and initiate a review of this most vital policy. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. The motion is now open to discussion. Any gentleman who would like to speak for and against is most welcome.

Yes Mr. Shad Mohammad Khan.

جناب شاد محمد خان : جناب چیئرمین صاحب! اس سے پہلے کئی وجوہات کی بنا پر میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنے کا موقع کھو چکا ہوں کہ جاوید جبار صاحب حقائق کو بیان کرنے میں تضاد بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا یہ اعتراض کہ انہیں یہ موقع نہیں ملتا خاص طور پر اپنی ذات سے متعلق ہے اس ہاؤس کی جو کارروائی ہوتی ہے وہ اگر سنتے ہیں تو ان کا نام بھی بار بار آتا ہے۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ اگر مجھے اجازت دیں۔ جناب مولانا سمیع الحق صاحب نے آج دستار فضیلت بھی سر پہ باندھ رکھی ہے اور وسیم سجاد صاحب کی جگہ بھی لے لی ہے۔ تو میں ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔

جناب شاد محمد خان : جناب والا! کبھی کبھی جب مجھے ٹی وی دیکھنے کا موقع ملتا ہے تو میں نے ایسے پروگرام سنجیدگی سے دیکھے ہیں اور اس حکومت کے آنے سے پہلے اور آنے کے بعد جن میں اسلامی نقطہ نگاہ کو مختلف زاویوں سے اجاگر کیا جاتا ہے وہ نہایت قابل تحسین ہے۔ اس کے علاوہ یہ اعتراض کرنا کہ کسی خاص آدمی کو وقعت نہیں دی جاتی۔ آج کل ایک پروگرام چل

[Mr. Shad Muhammad Khan]

رہا ہے "میں اور آپ" اس میں سب قباحتیں دکھائی جاتی ہیں تو میں اس پروگرام پروڈیوسر سے ریکوئسٹ کروں گا کہ وہ کراچی میں جا کر جاوید جبار صاحب سے مل لے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اجاگر ہو کر سامنے آئیں۔ حضور والا آج تک پروگرامز میں جو اصلاح ہوتی رہی ہے وہ قابل مبارکباد ہے لہٰذا اس پر اعتراض کرنا کہ اس پالیسی میں تضاد ہے یہ ہے وہ ہے۔ یہ قطعاً نہیں ہے ہر ایک آدمی کو موقع ملتا ہے اور ٹی وی پر ہر ایک کی پرفارمنس کو سامنے لایا جاتا ہے۔ شکریہ!

Mr. Chairman : Any other gentleman ?

(Pause)

وزیر صاحب آپ سے درخواست ہے کہ آپ ارشاد فرمائیں۔

Kazi Abdul Majid Abid : Thank you Mr. Chairman, Sir. For once I have to admit today that Mr. Javed Jabbar has put in some constructive suggestions as I had already said in my previous speech.

Mr. Chairman : I think he was influenced by your earlier remarks on the previous motion.

Kazi Abdul Majid Abid : I hope so, Sir. He has not talked much about the other vehicles of information which the Ministry of Information about the other vehicles of information, the Ministry of Information is managing. Mostly he concentrated his rebuke or criticism on the electronic media.

Sir, as every one in this august House is aware and as your goodself knows that we have inherited certain legacies from the previous regimes. The policies are undergoing changes but Rome was not built

in a day. Every thing cannot be achieved overnight.

First of all we are trying to concentrate through the electronic media to dispense correct facts as far as possible and our main objective is to serve the Ideology of Pakistan which is our guiding force. We are an Islamic Republic ; we have to be preaching the Islamic tenets. As far as humanly possible we have to bring home the Ideology to every-body including the younger generation so as to strengthen its foundation of Islamic knowledge and theology. Then further we have all the development programmes which include Education, Children's Welfare, Health Care and a number of other things.

Sir, everybody that I have come across, barring some few dissenting notes from some quarters, every one has been appreciative of the dramatic changes that have been made. I would not call them revolutionary changes but comparatively, Sir, these changes have been very substantial both in the projection of the PBC as well as PTV. So, we are at it. I would request my honourable Senator. Mr. Javed Jabbar as he has pointed out four or five items, we will take note of them - and in future too if he has any guidelines to give, if he has any healthly advice to give, we will welcome that because we are fully conscious of this fact that he has experience of international conferences, international symposia on media - not only press media but electronic media too. So, his healthy suggestions whenever they are given to us we will welcome them and also from other honourable members of this House, if there are any suggestions we would welcome them.

I am grateful to our honourable Senator Mr. Shad Mohammad Khan. He has been appreciative. His speech was very encouraging. It was not only complimentary but I feel emboldened and I feel re-assured that the path that we have chosen of improving our projects, our programmes are really being appreciated. There are some people who have the courage to pat us. We need a pat on our back, Sir. My workers, my friends, in the PTV and PBC, I call them my comrades, my arms and colleagues they need a pat. I pat them and I need a pat from my colleagues in these august Houses and we will welcome any good suggestion. With these words Sir, I thank you again.

Mr. Chairman : Thank you very much. This brings us to the conclusion of the debate on the motion moved by Mr. Javed Jabbar under Rule 187. We take up the next one. Professor Khurshid Ahmad is absent from the House with permission, so I think it will have to be deffered. We come to number 9, Maulana Kausar Niazi Sahib, he may kindly move his motion.

(ii) ON THE PERFORMANCE OF C.D.A.

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین، یہ شہر اسلام آباد جس میں یہ پارلیمنٹ کام کر رہی ہے، کہنے کو تو اسلام آباد ہے لیکن حقیقت میں یہ اظلام آباد ہے، یہ روشنیوں کا شہر نہیں ہے بلکہ یہ اندھیروں کا شہر ہے اور جس قدر حق تلفی اسلام آباد میں رہنے والوں کی ہو رہی ہے شاید ہی پاکستان کے کسی حصہ میں، عوام کے حقوق کا اتنا اتلاف ہوتا ہو۔

جناب چیئرمین! آپ خود ٹھرو آؤٹ ایک آئیڈیل بیوروکریٹ رہے ہیں، ہمیں اچھے بیوروکریٹس کا احترام ہے اور کوئی بھی حکومت اچھی بیوروکریسی کے بغیر نہیں چل سکتی لیکن جب صرف بیوروکریٹک رول ہو اور اس کے اندر عوامی نمائندوں کو خارج کر دیا جائے تو پھر ایک ایسا سسٹم ظہور پذیر ہوتا ہے جس تک عوام کی رسائی نہیں ہوتی اور عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی انکی شنوائی کرنے والا نہیں ہے۔

یہ واحد شہر ہے جناب والا! جہاں کوئی میونسپلٹی نہیں ہے، جہاں کوئی الیکٹڈ کارپوریشن نہیں ہے اور کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جو کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا احتساب کر سکے، احتساب کی جگہ صرف پارلیمنٹ ہے، اور پارلیمنٹ کے سامنے اس قدر اہم مسائل ہوتے ہیں کہ سی ڈی اے کے

معاملات کو ٹھیک اپ کرنے کا نہ وقت ہوتا ہے اور نہ ہی یہ اچھی بات لگتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے معاملات کے لیے پارلیمنٹ کا وقت ضائع کیا جائے۔

جناب چیئرمین! کہا یہ جاتا ہے کہ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس لیے یہاں ہولی سولی اختیارات کی مالک ہے اور یہاں ایک منتخب میونسپلٹی اور کارپوریشن نہیں بنائی جاتی کیونکہ واشنگٹن میں بھی کوئی میونسپلٹی اور کارپوریشن نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ جب ہمارا قبلہ واشنگٹن ٹھہرا تو پھر ہمیں اپنے سارے معاملات رو بہ قبلہ ہو کر قائم کرنے ہوں گے۔ اس لحاظ سے میں نے یہ دلیل اکثر بڑے افسروں کی زبان سے سنی ہے جو کہ سی ڈی اے کا نظم و نسق چلاتے ہیں لیکن واشنگٹن وہاں کی کانگریس چلاتی ہے جناب چیئرمین! اور واشنگٹن کا نظم و نسق وہاں کانگریس کے سپرد ہے۔ اگر سی ڈی اے اور اس کے افسران اس بات کے لیے تیار ہیں کہ واشنگٹن کے پیٹرن پر اس کے معاملات چلائے جائیں تو پھر پارلیمنٹ کو سی ڈی اے کے نظم و نسق دے دیئے جائیں اس پر ہمیں اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن واشنگٹن کو چھوڑ کر دنیا کا کوئی کیپٹل ایسا نہیں ہے، سوائے ماسکو اور دہلی کے جہاں الیکٹڈ میونسپلٹیز اور کارپوریشنز نہیں ہیں ہر جگہ، ہر کیپٹلز کے اندر میونسپلٹیز ہیں، کارپوریشنز ہیں اور عوامی نمائندے اپنے اپنے کیپٹلز کے معاملات کو اپنے اداروں میں زیر بحث لاتے ہیں، لیکن اسلام آباد کے شہریوں کو اس سے محروم رکھا گیا ہے اور کوئی صورت سامنے نظر نہیں آتی کہ کب تک اس طرح کا کوئی ادارہ معرض وجود میں آئے گا۔

جناب چیئرمین! یہ سی ڈی اے مختلف وزارتوں کے اندر rotate ہوتی رہتی ہے، کبھی یہ وزارت داخلہ کی تحویل میں ہوتی ہے، کبھی کیبنٹ

[Maulana Kausar Niazi]

ڈویژن میں ہوتی ہے، کبھی وزارت مکانات میں ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی وزارت کے ماتحت نہیں ہے بلکہ اس کو ملک کے حکمران چلاتے ہیں، اس لیئے انہیں اپنے اشارہ پر اس شہر کے پلاٹ لوگوں کو الاٹ کرنے ہوتے ہیں، اس لیئے اسکا حقیقی کنٹرول، کسی منسٹری کے ماتحت نہیں ہوتا بلکہ اس ملک کی اتھارٹی کے ماتحت ہوتا ہے، اور مارشل لاء جب تک رہا ہے، سارے کا سارا اقتدار، اور سارے کے سارے معاملات کی باگ ڈور اس ملک کے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے ہاتھ میں رہی ہے اور وہی حقیقت میں سی ڈی اے کے حاکم اعلیٰ تھے۔

جناب والا! سی ڈی اے کی حالت یہ ہے کہ جن لوگوں سے زمین لے کر اس نے یہ شہر بسایا، جو بے گھر ہوئے ہیں اس شہر کی خاطر، جنہیں متاثرین اسلام آباد کہا جاتا ہے، وہ آج تک دھکے کھا رہے ہیں کہ ان کو ان کی زمینوں کا معاوضہ دیا جائے لیکن آج تک سی ڈی اے ان کو مطمئن نہیں کر سکی ہے۔ اسلام کا ایک جانا پہچانا اصول ہے کہ کسی شخص کو بھی اس کی ملکیت بے دخل کرتے وقت اس کی حسب منشا معاوضہ دیا جائے گا میں آپ کے سامنے سعودی عرب کی مثال پیش کرتا ہوں جہاں مسجد نبوی کی توسیع کے لیئے زمین کی ضرورت تھی، مسجد نبوی کی توسیع سے بہتر کون سا مقدم کام ہو سکتا ہے، لیکن وہاں کی حکومت نے جن اصحاب کی زمین کو اس مقصد کے لیے مسجد میں شامل کیا، ان کو منہ مانگے معاوضے دیئے گئے، ہمارا پاکستان ہاؤس بھی اس ذیل میں آتا تھا، حکومت پاکستان کو اس کے لیئے ایک خطیر رقم سعودی عرب نے دی تب کہیں جا کر اس جگہ کو مسجد نبوی میں شامل کیا گیا لیکن متاثرین اسلام آباد وہ غریب لوگ ہیں جن کو ادنے

پونے داموں پر اپنی زمین بیچنی پڑی اور اس زمین کے وہ معاوضے بھی اب تک نہیں دیئے گئے، جس آرڈیننس کے تحت یہ سارا کچھ ہوا اس کو چیلنج کیا گیا فیڈرل شریعت کورٹ نے اس کو خلاف اسلام قرار دیا لیکن حکومت جو شب و روز اسلام کا نام جپتی ہے، اس نے اس فیصلے کی اطاعت کرنے کی بجائے سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل دائر کر دی ہے اور متاثرین اب بھی در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں . . . اسلام آباد میں اصل حق پلاٹ لینے کا ان متاثرین کا تھا جنہوں نے اسلام آباد کے لیئے اپنی زمین دی تھی، اپنے آباؤ اجداد کی ملکیتیں دے دی تھیں لیکن ان کو تو کوئی پلاٹ نہیں دیا، ان کی آباد کاری کا تو کوئی انتظام نہیں کیا گیا البتہ اس کی بجائے ان لوگوں کو ضرور پلاٹ دیئے گئے جو استحقاق یافتہ طبقات سے تعلق رکھتے تھے۔

جناب والا! اس شہر میں جتنے چیئرمین آئے ہیں، میں موجودہ چیئرمین کو اس لیئے ایگزمپٹ کروں گا کہ بے چارہ نیا آدمی ہے، شریف آدمی ہے وہ ابھی تک شاید ساری مشینری کو سمجھ ہی نہیں سکا کہ سی ڈی اے کی مشینری کیسے کام کرتی ہے لیکن جتنے چیئرمین رہے ہیں، انہوں نے یہاں نادر شاہی چلائی ہے، یہ اتفاق ہے کہ اس نام کا کوئی چیئرمین بھی ہو لیکن پیٹرن اس شہر کا نادر شاہی انداز میں چلا اور جس کسی نے کوئی تصویر چھاپ دی، جناب چیئرمین کی، اس کو معاوضہ میں ایک پلاٹ الاٹ کر دیا گیا جس نے خبر چھاپ دی اس کو بلیو ایریا میں ایک کمرشل پلاٹ دے دیا گیا - جیسے لکھ لٹ بادشاہ ہوتے تھے، کہ وہ خلعتیں دیتے تھے اور قصیدہ پڑھنے والوں کو نوازتے تھے، جناب چیئرمین! اگر آپ تحقیق کریں کہ اس دوران کتنے شاعروں کو، کتنے قلم کاروں کو، کتنے اخبار نویسوں کو، اس مقصد کے لیے اعزاز دیا گیا اور نوازا گیا کہ انہوں نے چیئرمین کی تعریف لکھی

[Maulana Kausar Niazi]

یا چیئرمین کی شان بیان کی، تو عجیب و غریب حقائق آپ کے سامنے آئینگے۔

جناب چیئرمین! صورت حال یہ ہے کہ اس شہر کے اندر کوئی ٹاؤن پلاننگ نہیں ہے جو ٹاؤن پلاننگ ہے، اتنی ناقص ہے کہ آپ کبھی صبح کے وقت اگر اس شہر سے نکلیں تو آپ دیکھیں گے کہ اژدہام ٹریفک کا اتنا ہوتا ہے اتنی تنگ سڑکیں بنائی گئی ہیں جو bottlenecks ہیں تین زیرو پوائنٹ کے پاس اگر کہیں جا کر صبح کے وقت دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہو کہ آپ کراچی میں آ گئے ہیں یا آپ اسلام آباد میں بس رہے ہیں۔ حالت یہ ہے کہ فلتھ ڈپو نہیں ہیں اس شہر میں، پبلک ٹائیلٹس نہیں اس شہر کے اندر، میں نے اپنے ترقیاتی فنڈز میں سے پبلک ٹائیلٹس کے لیے سی ڈی اے کو ۸۶ ، ۸۵ ، کے سال کی رقم دی، جناب والا! یہ ۸۶ - ۸۵ ، کی بات ہے لیکن اب تک CDA میرے فنڈز سے یہ پبلک ٹائیلٹس نہیں بنا سکی حالت یہ ہے کہ یہاں کوئی کرکٹ سٹیڈیم نہیں ہے ایک طرف ہماری priorities کا عالم یہ ہے کہ ہم سارے معاملات کو چھوڑ کر جو مسئلہ حل کرنے میں لگے رہے پچھلے چند مہینوں میں، وہ مسئلہ عمران خان تھا مسئلہ افغانستان کو بھی ہم نے چھوڑ دیا۔ مسئلہ عمران خان ہمارے لیئے نمبر 1 تھا۔ اور کریڈٹ جاتا ہے ملک کی سب سے بڑی شخصیت کو کہ افغانستان نہیں تو کم از کم عمران خان کا مسئلہ اس نے حل کرا دیا۔ لیکن CDA کا حال یہ ہے کہ یہاں کوئی کرکٹ سٹیڈیم آج تک نہیں بنا اور ہم نے کوئی پلے گراؤنڈ نونہالوں کو مہیا نہیں کیا جس کے اندر وہ کرکٹ کھیل سکیں میں نے اپنے ترقیاتی فنڈز میں سے کرکٹ گراؤنڈز اور فٹ بال گراؤنڈز کے لیئے جو پیسہ CDA کے سپرد کیا وہ خدا جانے کیسے

خرچ کیا کہاں خرچ ہوا کہ اب تک وہ پلے گراؤنڈز اسی طرح پڑے ہیں اور جو کھلاڑی وہاں کھیلتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاؤں اسی طرح زخمی ہوتے ہیں کیونکہ پلے گراؤنڈز کی مرمت اور اس کی دیکھ بھال کے لیے تم نے جو پیسہ دیا تھا وہ ابھی پلے گراؤنڈز پہ خرچ نہیں ہوا۔

جناب والا! اگر کوئی سٹریٹ لائٹ بگڑ جاتی ہے۔ میں اپنے شخصی تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں اتفاق سے میرے گھر کے سامنے دو سٹریٹ لائٹس ہیں کبھی کبھی جب ان کے بلب فیوز ہو جاتے ہیں تو مجھے سٹریٹ لائٹس والوں کو فون کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ جب ہفتہ ہفتہ گزر جاتا ہے اور بلب نہیں لگتا تو مجھے سی ڈی اے کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑتا ہے اور تب کہیں جا کر مہینے کے اندر یہ نوبت آتی ہے کہ وہ سٹریٹ لائٹ کا جو بلب ہے وہ تبدیل کیا جائے اور اس کے اندر نیا بلب لگایا جائے۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پڑے ہیں اس شہر دوستی کے اندر، اگر آپ کبھی الیف سیون فور سے گزریں جہاں جمعداروں کی بستی ہے جناب چیئرمین! اور اگر آپ سیر کرنے کے لیے کسی گلشن میں ہی کیوں نہ جائیں واپسی پر جب آپ آئیں گے تو آپ کی وہ ساری تازہ ہوا جو آپ نے پھیپھڑوں میں بھری تھی انشاء اللہ وہ جراثیم میں تبدیل ہو جائے گی۔ یہ عالم اس شہر کا ہے کہ جو کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے سپرد ہے۔

اس کی "poor planning" کا حال یہ ہے کہ اس نے سیکٹر ایف ۔ ۱۱ کھولا اس کے لیے لوگوں سے ایڈوانس ۲، کروڑ روپے حاصل کیے۔ قرعہ اندازی ہو گئی اور کچھ لوگ شکایت لے کر محتسب اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے تو وہ لوگ

[Maulana Kausar Niazi]

الیف ۱۱ میں اپنے جائز حق سے محروم ہو گئے اور سی ڈی اے کو اپیل کرنی پڑی صدر صاحب کے پاس، کیونکہ محتسب اعلیٰ کے خلاف اپیل ان کے دربار میں ہوتی ہے لیکن عرصہ دراز گزر گیا ایف ۱۱ کے وہ لوگ جو چھ سات سال سے پیسے دے چکے ہیں اپنے پلاٹوں کے لیے اور جن کے حق میں قرعہ اندازی ہوئی تھی وہ منتظر ہیں کہ کب سی۔ڈی اے کی طرف سے کوئی فیصلہ ہوتا ہے اور کب صدر صاحب اس اپیل کا فیصلہ سناتے ہیں۔

جناب والا! پلاننگ کمیشن نے کہا ہے سی ڈی اے سے کہ آپ پیسے مانگتے ہیں جب کہ آپ کے پاس already اتنے پیسے موجود ہیں - ان لوگوں سے حاصل کئے ہوئے ایڈوانس کے طور پر اور دوسری مدات ہیں کہ اگر آپ انہیں استعمال کریں تو آپ ان سے کئی اور سیکٹرز خرید سکتے ہیں بڑھا سکتے ہیں، ڈویلپ کر سکتے ہیں، لیکن جناب والا! کوئی نیا سیکٹر ڈویلپ نہیں ہوتا نہ ہوگا، کیوں نہیں ہوتا؟ اس لیے نہیں ہوتا کہ جو لوگ سی ڈی اے میں ۲۰/۲۰ سال سے بیٹھے ہیں ڈائریکٹروں کی صورت میں، سفید ہاتھی جن کو ہم پال رہے ہیں جو ان کے پلاٹ ہیں ان کی قیمت تب ہی بڑھ سکتی ہے جب اس شہر کے اندر نئے نئے سیکٹر نہ کھلیں - آج آپ دیکھیں اس شہر کے اندر پراپرٹی حاصل کرنا کتنا مشکل کام ہے -

بلوچستان سے کراچی سے اور افغانستان کے مہاجرین کی طرف سے اس شہر پر رش ہے لوگ یہاں آکر لبنا اور آباد ہونا چاہتے ہیں اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ چند سال پہلے جو پراپرٹی ۵ لاکھ میں ملتی تھی آج وہ پچاس لاکھ میں ملتی ہے - اس لیے کہ کوئی نیا سیکٹر نہیں کھلتا کوئی نئے پلاٹ

ڈویلپ نہیں ہوتے - اور اس لیے نہیں ہوتے کہ جو پلاٹ موجود ہیں بڑے بڑے افسروں کے اور سی ڈی اے کے افسروں کے ان کی قیمت تب ہی بڑھتی ہے جب نئے سیکٹر نہ کھلیں جب نئی ڈویلپمنٹ نہ ہو - جناب والا ! میں کسی ڈائریکٹر کا نام نہیں لیتا لیکن پچھلے دنوں اخبارات میں ایک ڈائریکٹر کے گھر کی تصویر چھپی وہائٹ ہاؤس کے نام سے جو ماربل ہاؤس ہے کہ یہ وہائٹ ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے ماربل ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے میں حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس نے یہ تحقیق کرنے کی زحمت گوارا کی کہ اس ماربل ہاؤس کی تعمیر میں کتنے مزدوروں کا خون پسینہ شامل ہے اور کیا اس نے یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی کہ یہ ماربل ہاؤس کس طرح ایک ڈائریکٹر کی تنخواہ سے بننے کے چانسز تھے - جناب والا ! حالت یہ ہے کہ ایک بلیو ایریا کے اندر ۶ سو گز کا پلاٹ پچھلے دنوں ا کروڑ ۲۸ لاکھ میں بکا کیوں یہ قیمتیں بڑھ رہی ہیں؟ اس لیئے بڑھ رہی ہیں کہ نئی ڈویلپمنٹ نہیں ہو رہی - اور نئے سیکٹر نہیں کھل رہے - اور نئے سیکٹر جان بوجھ کر نہیں بنائے جا رہے، نہیں کھولے جا رہے تاکہ پراپرٹی کی قیمت بڑھتی چلی جائے - ایک ڈائریکٹر صاحب، جناب چیئرمین ! ایسے ہیں اس سی ڈی اے کے اندر جن کی ۹ کوٹھیاں ہیں اسلام آباد میں، انکی قیمت کیسے بڑھے گی - اسی طرح بڑھے گی جب نئے پلاٹ نہیں ہوں گے - جب نئے سیکٹر نہیں کھلیں گے -

یہ وہ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے جناب والا ! جس کو میں نے اس شہر کے اندر بیورو کریٹک رول کا نام دیا ہے جس کا کوئی احتساب نہیں ہے اور جس کے احتساب کا کوئی ادارہ اس شہر کے اندر قائم نہیں ہے - جناب والا ! کوئی کیپٹل

[Maulana Kausar Niazi]

ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے پوچھنے والا ہے کہ اس نے پچھلے ۲۰ سال میں کیوں کوئی سکول نہیں کھولا، صرف ایک سکول کھولا ہے، پچھلے ۲۰ سال کے اندر کیوں نہیں کھولا۔ کیا یہ انگلش میڈیم سکولوں کے ساتھ ملی بھگت کا نتیجہ تو نہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ آج تک حکومت یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ میڈیم آف ایجوکیشن کیا ہوگا۔ انگلش ہوگا، اردو ہوگا۔ گومگو کا عالم ہے ہم انگلش کے خلاف نہیں ہیں انگلش ایک انٹرنیشنل لینگوئج ہے اس کی اپنی اہمیت ہے لیکن نتیجہ کیا نکل رہا ہے اس فیصلہ نہ کرنے کا کہ آج اس شہر کے اندر انگلش میڈیم سکولوں کا Mushroom growth ہے۔ جناب والا! جس گلی میں، میں رہتا ہوں ابھی چند دن پیشتر اس کے اندر ۲ اور نئے سکول کھلے ہیں برانچز کھلی ہیں انگلش میڈیم سکولوں کی۔

اور اگر کبھی دوپہر کو میرے گھر کے سامنے سے گزریں یہ تو میری قسمت نہیں ہے کہ کبھی کیٹری کے گھر پرمیشور آئے۔ لیکن کبھی آپ میری گزرگاہ ہی سے گزر جائیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ وہاں سے آپ کی گاڑی گزر نہیں سکتی۔ اتنا رش ہوتا ہے اتنی ٹریفک ہوتی ہے اور جو اس شہر میں رہنے والے لوگ ہیں سکولوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے مجبور ہیں کہ ان انگلش میڈیم سکولوں میں بچوں کو داخل کرائیں۔ جناب چیرمین! اور فیس کیا ہیں ان انگلش میڈیم سکولوں کی؟ ایک انگلش میڈیم سکول جو لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں قائم ہے اس کی مینجمنٹ کے ایک اہم ترین آدمی نے خود مجھے بتایا کاغذات دکھا کر، اعداد و شمار دکھا کر کہ سکولوں کی تینوں برانچوں سے مینجمنٹ کو ایک کروڑ ۳۰ لاکھ روپے ماہوار بطور فیس ملتے ہیں۔ اس میں سے اخراجات صرف چالیس لاکھ روپے ہیں اور نوے لاکھ روپے net income

بھی جو ان انگلش میڈیم سکولوں کو ملتی ہے ۔ ہزار روپے، ۱۲ سو روپے فیس ہے جو ایک غریب آدمی کو اپنی جیب سے ادا کرنی پڑتی ہے اپنے بچوں کے لئے ۔ لیکن سی ڈی اے یہ زحمت گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ اس شہر کے اندر وہ سکول کھولے ہر سیکٹر کے اندر، اور یہاں کے لوگوں کو جو غریب ملازمین پر زیادہ تر مشتمل ہے ان کو یہ حق دے کہ وہ اپنے بچوں کو اس شہر کے اندر تعلیم دلا سکیں ۔

جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو شہر ہے باہر کے رہنے والے اس کو بڑی للچائی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں رہنے والوں پر ہن برس رہا ہے ۔ اور یہاں کے رہنے والے عیش کر رہے ہیں لیکن حالت وہ ہے جو مختصراً میں نے آپ کے سامنے بیان کی ہے لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا محاسبہ کیا جائے ۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ اس شہر میں ایک منتخب میونسپلٹی ہو، ایک کارپوریشن ہو۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ شہر اسلام آباد میں قومی اسمبلی کی سیٹیں ایک کی بجائے دو کر دی جائیں ۔ جناب والا! اس لیے میں عرض کر رہا ہوں کہ اسلام آباد شہر کے اندر فیڈرل ایریا میں تین سینیٹرز ہیں ۔ جب کہ عام حلقہ ہائے انتخاب میں قومی اسمبلی کے، صرف ایک ایک سینیٹر ہے ۔ جب تین سینیٹر فیڈرل ایریا سے ہو سکتے ہیں تو دو قومی اسمبلی کے ممبر بھی ہو سکتے ہیں اور اس لیے اس کی ضرورت ہے کہ ایک دیہاتوں کی نمائندگی کرے اور ایک شہر اسلام آباد کی نمائندگی کرے تب کہیں جا کر عوام کا یہ مطالبہ پورا ہوگا کہ اس کے نمائندے موجود ہیں جن کے پاس جا کر وہ اپنا دکھ درد بیان کر سکتے ہیں اور اپنی مشکلات

[Maulana Kausar Niazi]

بیان کر کے ان کا مداوا چاہ سکتے ہیں ۔ اس لیے جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا اپنے ان دوست سے کہ جن پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہے جن کے کاندھوں پر بہت بڑا بوجھ ہے جنہیں ملک کے خارجہ مسائل حل کرنے ہیں جنہیں افغانستان کا مسئلہ حل کرنا ہے ۔ خدا جانے ان بے چاروں کو کیوں سی ڈی اے کے معاملات کی جوابدہی کے لیے منتخب کر لیا گیا ہے لیکن اگر انہیں منتخب کر بھی لیا گیا ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ از راہِ کرم بیوروکریسی کی دی ہوئی بریفنگ پر نہ جائیں ۔ اس شہر کے اندر لوگوں میں گھوم پھر کر دیکھیں کہ ان لوگوں کے مسائل کیا ہیں ؟

نقشوں سے تم نہ جانچو ، لوگوں میں پھر کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

Mr. Chairman : Motion is open for discussion. Any other honourable Member ? Abdur Rahim Mir Dad Khel Sahib.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل : جناب والا ! میں شکر گزار ہوں کہ مولانا کوثر نیازی صاحب نے ایک اہم مسئلہ پر بحث شروع کی ہے ۔ یہ حقیقت ہے کہ پورے ملک میں ہر شخص رہائشی سہولتوں کے عذاب سے دو چار ہے ۔ اس میں کم تنخواہ والے یا بہت ہی غریب طبقہ کے لوگ ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں دارالحکومت میں جو سہولتیں میسر آنی چاہیئے تھیں ۔ ان سہولتوں سے یہ دارالحکومت جس کا نام اسلام آباد رکھا گیا ہے ، محروم ہے ، ایوب خان نے اس اسلام آباد کے لیے ایک بہت بڑا

پلان بنایا تھا۔ اور اس کا یہ مشن تھا کہ اس اسلام آباد کے ایریا میں رہنے والے ہر شخص کو بنیادی سہولتیں میسر آئیں۔ انہوں نے ایک بہت بڑا منصوبہ بنایا لیکن اس منصوبہ پر موجودہ حکمرانوں نے نہ معلوم کن وجوہات کی بنا پر عمل درآمد نہیں کیا۔ اور حکومت کے بیوروکریٹس نے ان فائلوں کو نذر آتش کر دیا اور اس پر عمل درآمد کرنے کا کوئی منصوبہ تیار نہیں کیا۔ اب رہا سوال سڑکوں کی صفائی اور ناقص انتظامات کا۔ یہ مسئلہ نہ صرف اسلام آباد کا ہے بلکہ یہ پورے ملک کا ہے۔ اس ملک میں جب تک مخلص قیادت نہ ہو اور کسی جذبے اور اخلاص سے کام شروع نہ کیا جائے تو تقاریر اور شعلہ بیانیوں سے یہ کام نہ چل سکے گا جب تک اس میں عملی کردار نہ ہو۔

جناب چیئرمین! عوام اس وقت بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ خصوصاً اسلام آباد کے وہ لوگ جو دور دراز علاقوں سے آتے ہیں اور انہوں نے یہاں ملازمت کا پیشہ اختیار کیا ہوا ہے وہ مکانات سے محروم ہیں۔ وہ درخواستیں لیے پھرتے ہیں کہ ہمیں مکان مل جاتے لیکن انہیں یہاں مکان نہیں ملتا۔ ایک وزیر ہیں ان کے کئی قسم کے الفاظ ہیں۔ وہ درخواست پر لکھ دیتے ہیں اور خاص خاص قسم کے الفاظ والوں کو مکان مل جاتا ہے اور باقی محروم رہ جاتے ہیں۔ مجھے اس دو رنگی، سہ رنگی اور چار رنگی کا افسوس ہے۔ بہر حال اس دارالحکومت کو ایسی بنیادی سہولتیں میسر آنی چاہئیں کہ کوئی شخص یکسوئی کے ساتھ اپنی ملازمت میں کام کر سکے۔

یہاں کی ٹریفک کا نظام بھی صحیح ہونا چاہیئے۔ اس کے علاوہ مولانا کوثر نیازی صاحب نے اپنا ترقیاتی بجٹ جو ان کو دیا ہے کہ اگر تمہارے

[Mr. Abdur Rahim Khel]

پاس پیسے نہیں ہیں تو یہ پیسے لے لو اور یہ کام کرو تو پھر اس سے ان کو کیا گریز ہونا چاہیئے۔ اس سے ان کو گریز نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ یہ اس طرح منتخب نمائندوں پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں اور بیورو کریٹس کا یہ رویہ منتخب نمائندوں پر طنز کے مترادف ہے۔ اس وقت جناب والا! میں جس گورنمنٹ ہاسٹل میں رہ رہا ہوں وہاں پر سپاہی بارش اور دھوپ میں کھڑے رہتے ہیں ہم نے سی ڈی اے کے چیئرمین کو دو تین مرتبہ کہا خدا را ان کے لیے سایہ کا انتظام کر دیجیئے۔ ان کا کیا گناہ ہے کہ یہ بارش میں بھی بھیگتے ہیں اور سخت دھوپ میں بھی کھڑے رہتے ہیں۔ ہمیں ایسی حفاظت نہیں چاہیئے کہ جس سے دوسرا انسان مصیبت میں کھڑا رہے۔ وہ آٹھ گھنٹے سٹین گن لیے کھڑے رہتے ہیں وہ عوام کے منتخب نمائندوں کے حفاظت کے لیے وہاں کھڑے رہتے ہیں۔ لیکن عوام کے نمائندوں نے کبھی یہ سوچا ہے کہ یہ شخص جو کھڑا ہے اس کی بھی کچھ ضروریات ہیں، اس کی کیا تکالیف ہیں۔ اور جب اس کی تکالیف پوچھ کر حکام بالا کو پہنچائی جاتی ہیں تو پھر کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس پر خرچ ہی کتنا آتا ہے۔ چار چوکیاں بنا لی جائیں ان پر زیادہ سے زیادہ بیس تیس ہزار روپیہ خرچ آجائے گا۔ میں یہ مثال کے طور پر کہہ رہا ہوں۔ جہاں تک بنیادی سہولتوں کا تعلق ہے وہ پوری بنی نوع انسان کو ملنی چاہیئں اور پھر اس اسلام آباد میں جو رہتے ہیں ان کو یہ سہولتیں فراہم کی جائیں۔ جن کے وہ مستحق ہیں۔ یہاں مساوات ہونی چاہیئے۔ لیکن مساوات افسرانہ نہیں عام ہونی چاہیئے۔ میں شکر گزار ہوں گا اگر آپ ان کی تحریک منظور فرمائیں۔

Mr. Chairman : Any other gentleman. Mohammad Hayat Khan Sahib.

برگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حیات خان : جناب چیئرمین ! چونکہ میں بھی یہاں رہتا ہوں ۔ اس جگہ سے میں سینیٹر منتخب ہوا ہوں ۔ میں اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتا ہوں ۔ سی ڈی اے ایک خاص آرڈی ننس کے تحت کام کر رہا ہے ۔ یہ آرڈی ننس پچیس سال پہلے اس وقت کی حکومت نے رائج کیا تھا اس کی شرائط بڑی سخت تھیں اور اگر یہ آرڈی ننس اس وقت جاری نہ ہوتا تو یہ کیپیٹل نہ بن سکتا ۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس آرڈی ننس کا رخ کچھ جمہوریت کی طرف کر دینا چاہیئے تھا ۔ اس وقت کسی شخص کو کورٹ میں جانے کا کسی قسم کا حق حاصل نہیں ہے ۔ اس بات کو مختلف حکومتوں نے درگزر کیا ۔ حتیٰ کہ پیپلز پارٹی کے دور میں بھی کسی نے اس کا خیال نہیں کیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کا بہت نقصان ہوا جن کی جائیدادیں یہاں تھیں ۔ اور وہ کسی کورٹ میں نہیں جا سکتے تھے ۔ اس لیے اس آرڈی ننس میں ترمیم کی ضرورت ہے ۔ جہاں تک ترقی کا تعلق ہے ترقی بتدریج ہوتی رہی اور عوامی دور آنے پر ترقی رک گئی اور اس دور میں صرف ایک سیکٹر ای ۱۱ کھلا اور اس میں پیپلز پارٹی کے تمام ایم این اے ایم پی اے کو پلاٹ دیئے گئے اور باقی تمام اسلام آباد کو نظر انداز کر دیا گیا ۔ اس کے بعد مارشل لاء آیا ۔ اس وقت چونکہ خزانہ پہلے خالی ہو چکا تھا ۔ مارشل لاء کے دور میں بھی اتنی رقم ان کو نہ ملی کہ یہ زیادہ ترقی کر سکیں ۔ صرف ایک دو سیکٹروں کو ترقی دی گئی ۔ اب بھی ترقی کی سست رفتاری کی وجہ یہی ہے کہ فنڈز کم ہیں ۔ اس کے لیے ایک طریقہ کار سوچا جا رہا ہے کہ پلاٹوں کی نیلامی کی جائے اور ان کی آمدنی

[Brig. (Retd.) Muhammad Hayat Khan]

سے مزید سیکٹر کھولے جائیں۔ اس حکومت نے دو سیکٹر کھولے ہیں اور دو مزید کھولنے والی ہے۔ اگر اس کی یہ پرفارمنس پوری ہو گئی تو یہ گزشتہ بیس سال کی پرفارمنس سے بہتر ہو گی۔

سی ڈی اے کے تین شعبے ہیں ایک شعبہ ڈویلپمنٹ کا ہے جس کا میں نے تھوڑا سا ذکر کیا ہے، وہ ڈویلپمنٹ بتدریج کر رہے ہیں جیسے جیسے فنڈز انہیں ملتے ہیں، دوسرا شعبہ ہے مینٹیننس کا، جس کا مولانا صاحب نے ذکر کیا ہے، جس میں کافی امپروومنٹ کی ضرورت ہے لیکن ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ فنڈز کم ملتے ہیں اور یہاں کوئی ٹیکس نہیں دے رہا نہ یہاں ہاؤس ٹیکس ہے، نہ پراپرٹی ٹیکس ہے، نہ دکانوں پر ٹیکس ہے، کسی پر کوئی ٹیکس نہیں ہے سارا جتنا بوجھ ہے سی ڈی اے کے فنانسز کا، وہ حکومت برداشت کرتی ہے اور حکومت آپ کو خود پتہ ہے، چیئرمین صاحب! کہ اس سال خسارے کے بجٹ میں چل رہی ہے تو اس لئے کسی فوری تبدیلی کی ہم توقع نہیں رکھتے لیکن یہ تبدیلی ضرور آنی چاہیئے کیونکہ مولانا صاحب نے جو خامیاں بتائی ہیں وہ درست ہیں اور مینٹیننس جو ہے اس کو زیادہ درست بنایا جانا چاہیئے۔

جناب مولانا صاحب نے کچھ کرپشن کا بھی ذکر کیا ہے، میں یہ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تین یا چار ممبر ہیں اور میرا ان سے رابطہ رہتا ہے کیونکہ اسلام آباد کی آبادی کا ۹۰ فیصدی کام سی ڈی اے سے رہتا ہے اور وہ سارے میرے پاس ہر روز آتے ہیں اور میں سی ڈی اے میں آتا جاتا ہوں، میں ان کی ایمانداری اور سچائی کا آپ کو یقین دلا سکتا ہوں لیکن ان کے ماتحت ڈائریکٹر جنرل، ڈائریکٹر، ڈپٹی ڈائریکٹر، سیکشن آفیسر، کلرک تک میں کہہ سکتا ہوں کہ واقعی یہ سب سے زیادہ بدعنوان ادارہ ہے اور اس کو درست کرنے کے

لیے ایک خاص کمیشن بٹھایا جائے جو کہ صرف سی ڈی اے میں کرپشن کا جائزہ لے تاکہ اس محکمے میں کرپشن بند ہو جائے کیونکہ اسکا تعلق تمام اسلام آباد کی ۵ لاکھ کی آبادی سے ہے۔

اب رہا میونسپلٹی کا سوال تو شہر کی آبادی کل دو لاکھ اکہتر ہزار ہے، اس میں ایک لاکھ اکہتر ہزار گورنمنٹ سرونٹس ہیں، وہ ووٹ تو دے سکتے ہیں لیکن ان کا کوئی نمائندہ منتخب نہیں ہو سکتا قانون کے تحت، باقی جو ایک لاکھ کی آبادی رہ جاتی ہے اس میں سے ۵۰ ہزار افراد جو ہیں وہ تو صبح راولپنڈی سے آتے ہیں شام کو چلے جاتے ہیں یہاں ان کے رہنے کی جگہ نہیں ہے دیگر ۵۰ ہزار جو actual voters ہوں گے ان میں آدھی آبادی دیہات کی ہے جو گاؤں سیکرٹریٹ سے لے کر گولڑہ شریف تک پھیلے ہوئے ہیں تو franchise اگر مولانا صاحب بنانا چاہتے ہیں۔ ۱۵، ۲۰ ہزار آدمی کو تو اس کو گورنمنٹ کنسیڈر کر سکتی ہے لیکن یہ شہر سرکاری ہے اور سرکار کے جو ملازمین ہیں نائب قاصد سے لے کر سیکرٹری تک اگر ان کی نمائندگی صحیح ہو سکتی ہے تو یہاں ضرور میونسپلٹی establish ہو، لیکن ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ پاکستان کی جتنی بھی میونسپلٹیاں ہیں راولپنڈی سے لے کر لاہور اور کراچی تک ان کا کیا حال ہو رہا ہے سیاسی گڑبڑ کے علاوہ نہ سٹریٹس صاف ہوتی ہیں، نہ لائیٹس کا بندوبست ہے، اتنی بری حالت ہے کیونکہ جو منتخب ممبر ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو ٹھیک کر سکیں تو ہمارے چند ایک منتخب ممبر جو دس پندرہ ہزار کی آبادی سے ہوں معلوم نہیں وہ اڑھائی لاکھ کو ریپریزنٹ کر سکیں گے یا نہیں کر سکیں گے۔ اور پھر وہ فنڈز کہاں سے لائیں گے، ابھی تک حکومت نے فیصلہ نہیں کیا ہے کہ دکانوں پر ٹیکس ہو یا مکانوں پر ٹیکس ہو یا پراپرٹی ٹیکس ہو تو وہ پیسہ کہاں

سے آئے گا، وہ مزید بوجھ ہو گا، اس لیئے ایک کمیشن بٹھایا جائے جو اسلام آباد کے سارے معاملات پر غور کرے اس میں جو چیزیں مولانا صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں ان کو بھی دیکھا جائے اور اس کے بجٹ کا بھی اندازہ لگایا جائے کہ بجبٹ کہاں سے آئے گا اور یہ بھی اندازہ لگایا جائے کہ ٹیکس جو ہے وہ کتنا عائد کیا جائے مکانوں کے اوپر اور دکانوں کے اوپر، کیونکہ بغیر ٹیکس کے کوئی حکومت نہیں چل سکتی اور سی ڈی اے آرڈیننس جو ہے جس کو کہ بہت سے لوگوں نے چیلنج بھی کیا لیکن کورٹ میں نہیں جا سکتے اس کو بھی امینڈ کیا جائے تا کہ لوگوں کے ساتھ یعنی یہاں کی جو آبادی ہے، اس کے ساتھ انصاف ہو تو ان چند گزارشات کے بعد میں تقریر ختم کرتا ہوں، شکریہ!

Mr. Chairman : Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar : I just wish to support the motion moved by Maulana Kausar Niazi and endorse the arguments that I did hear. I would like to draw special attention to the problems faced by the allottees of F.11 sector which he has already touched upon but I would like to reinforce and reiterate my support for the call for immediate action. Because it has placed hundreds and thousands of people and families in a strange predicament where they are unable to take possession of land for which they had paid amounts, and due to a strange and unprecedented contradiction between what Wafaqi Mohtasib wanted and what the CDA wanted and now what I believe the President's Office wants hundreds of innocent citizens of this country and this federal capital territory have become the victims.

Secondly and lastly, Mr. Chairman, I would like to respond to the point made by the honourable Member from Islamabad just now when he referred to the inefficient conduct of municipal affairs in those cities where we have an elected arrangement. Now, that argument, in my view, is not sufficient to prevent an elected arrangement from being

enforced in Islamabad. The reason why elected systems may not be efficient in places like Karachi, Hyderabad or Lahore has nothing to do with the fact that they are democratically elected or they seem to be democratically elected at least now even though this has been done on a non-party basis.

As we well know Mr. Chairman, the rate of urbanization, the rate of influx of people into the cities is some thing that even the Administration of New York has not been able to tackle leave alone the cities with much less resources in systems where taxes are evaded and not collected effectively. Therefore, I feel that this is a very basic and essential point to clarify that an elected legislature must at no point be seen to say that an elected process is incapable of solving the problems of the people. It is only elected institutions that can truly recognize and do justice to the needs of the people. I, therefore, very strongly endorse the demand for an elected municipal body even though the franchise may be limited. Those people who are permanently resident of Islamabad have the right to govern the municipal and civic life of their own territory and in Islamabad, I believe, using this as an experiment we should introduce the concept of a police system that is responsible and accountable to the elected representatives of the people. Let us try this as a model example in the federal capital territory and if that is done the situation can be replicated elsewhere. Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Any one else?

Pause

Yes, Maulana Kausar Niazi Sahib.

مولانا کوثر نیازی : قبل اس کے کہ ہمارے محترم وزیر خارجہ اس اندرونی مسلے پر اظہار خیال کریں، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے یاد آیا کہ ۱۹۸۵ء کا بجٹ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے جو اس وقت وزیر خزانہ تھے یہ اعلان کیا تھا اور فلور آف دی ہاؤس پر یہ کمٹمنٹ دی تھی

کہ دس ہزار پلاٹ اسلام آباد میں غریبوں کے لیے دیئے جائیں گے
اس سال کے اندر، لیکن وہ تین سال کا عرصہ ہو گیا معلوم نہیں ہو سکا
کہ وہ دس ہزار پلاٹ آیا بہشت بریں میں بنائے گئے ہیں یا کہیں اور۔ میں
واضح طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق کی بھی خلاف ورزی ہے اور پارلیمنٹ کی بھی کہ
جو ہاؤس کے فلور پر وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا نہیں کیا گیا، میں وزیر صاحب
سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر میں اس پر بھی روشنی ڈالیں۔

Mr. Chairman : Mr. Zain Noorani.

Mr. Zain Noorani : Sir, twenty seven years back the area on which today we have Islamabad was a barren almost waste land. If I were to go by the speech of the honourable mover of the motion and were not to use my own eyes, I would perhaps go away with the feeling that the CDA has done nothing for it and that today it still remains a barren waste land, but things are not so. What has been admitted partially during the course of the discussion today is a fact. Any one who has visited Islamabad, who has gone down Islamabad has gone back with the firm conviction that Pakistan is one of those few fortunate countries to have a beautiful capital like Islamabad developed in such a systematic and organized manner. Whenever I have done during the course of my duties which-ever country I have visited, Islamabad and development of Islamabad has been praised and it has been pointed out that it is one of the three or four most well developed and planned capitals in the world. However, it is human nature and if I live in Islamabad I would like that things should improve from what they are from day today and I am very grateful to the honourable Senator for having moved this motion today in this House, so that we have had an opportunity of listening to the opinions of the honourable Senators from which I assure you Sir, that the Government will certainly take very serious note of it and the suggestions made by them, we shall try our level best to implement them wherever it is practical.

Now Sir, the total area acquired by the CDA for development of Islamabad was 67,000 acres. The total compensation paid so far by the CDA is 430 million (Rs.) out of which only 250 million has been given by the Government from the federal funds. In addition to this 15,000 affectees have been provided with agricultural land in districts of Sind and Punjab and this comes to 1,78,380 acres. In addition more than 4,000 residential plots have been allotted to the affectees in the residential sectors and model villages of Islamabad. It is true what the honourable Senator has said that some claimants still remain we to be paid but what is the reason for they have not been paid, I wish, would have been explained that. There are complications in the settlement of their claims. The legal right of a person claiming compensation in some cases is not very clear and has got to be ascertained. Certain documents are required before payment can be made. Then there are other complications of this nature. In addition to that there is shortage of funds also and this is wrong to say that the money deposited by the applicants for plots in F-11 could be used by the CDA for either development of other sectors or a payment of compensation for any thing else, 'no,' that is not how public money is used because if the CDA wins the appeal which is pending before the President as rightly said by the honourable Senator, then the people whose money is with them, they have a right to it and it is got to be returned to them. The CDA can not waste any time in returning money to them. As a matter of fact, those of the allottees who even today voluntarily come and ask for that money as refund they are being given back their money, so that amount can not be used for any other purpose. So, therefore, CDA is working with a limited budget and with limited resources. As rightly said by one of the honourable Senators that no taxation is being levied by the CDA, all the development work which is being done, is done either out of federal assistance or through its own resources generated by sale of plots.

Now Sir, the CDA has developed in all sixteen residential sectors and it has also been responsible for setting up of infrastructure which includes 252 miles of roads, two main water conduction lines and the Simili Dam. The Dam itself has been built with CDA money, water purification and treatment plant has been built, hospital complexes are in addition to the above. So, therefore, the achievement of the CDA has not been as bad as we are being asked to believe. For the

[Mr. Zain Noorani]

future Sir, during the Seventh Five Year Plan, the CDA immediately intends to open up and to develop six more sectors for which the scheme has been forwarded by the CDA to the Government. As soon as Government approval is received for the same work the development will start and the sectors will be advertised for availability to the common man.

As far as suggestions for democritization is concerned, I assure the honourable Senators that the point has been well made and as it is, the Government is already examining two or three different alternative proposals as to how to have some sort of democritization for the areas of Islamabad. As soon as it is possible we shall certainly take a stride towards that end. Now, it was also said that while Islamabad has three Senators elected for the Senate and only one MNA in the National Assembly whereas for other *'Halkas'* there are only one Senator, I would only like to add over here that the facts are correct that there are three Senators over here and one Member of the National Assembly but to set the record straight, Senators are not elected excepting for the federal territory on the basis of *'Hulkas'*. The distribution of seats in the Senate are on the basis of equal representation for the four provinces. So, therefore, that three and one ratio is not a very valid argument for either increasing any seats in the National Assembly or for decreasing the seats in the Senate, because I myself was not very sure what is required. Do you want us to reduce the number of representatives in the Senate or to increasing the number of representatives in the National Assembly. So, Sir, as I said, all said and done, the work that has been conducted so far by the CDA could have been better because I feel that human efforts can always be improved afterall and with the assistance, with the cooperation, with the vigilance of the Senators and their cooperation with us we hope to be able to improve the working of the CDA from what it is.

I am very grateful to the honourable Senator & this was an information even for me that he as representative in the Senate from Islamabad has from his own development funds given certain money to the CDA. I was upset to learn that the schemes for which he has provided this money have not been implemented. If it has been pointed out to me earlier I would certainly have followed it up with the CDA and now that has been pointed out I assure him that we shall try our best to see that the schemes for which he has given the money are speeded up and the people of Islamabad derive the benefit of the amount which the honourable Senator has so kindly placed at the disposal of the CDA. At the same time Sir, while making up our mind on the three or four proposals with regard to democritizing the process in Islamabad we shall certainly examine what is the situation in other countries. Since it is a great sin to look towards Washington and since I am not very well versed with what happens in this civic matters, I shall certainly send for the papers to find out what happens in Moscow and the other socialist countries. I thank you Sir.

Mr. Chairman : Thank you. I think there is still some time before *Zohar* prayers, we can take up the next one. Maulana Kausar Niazi has to move but I think, he is not in the House, he has left already. . . . There is one by Shad Mohammad Khan. I think, he was anxious to take it on first.

Mr. Shad Mohammad Khan : Thank you very much.

Mr. Chairman : If you are brief, we can finish it today.

Mr. Shad Mohammad Khan : Thank you very much, Sir.

I ask for leave to move that this House may discuss the Industrial Policy of the Government with particular reference to the installation of the Kamalia Paper Mills in Punjab.

Mr. Chairman : Yes Please.

INDUSTRIAL OF THE GOVERNMENT WITH REFERENCE TO KAMALIA PAPER MILL

جناب شاد محمد خان : جناب چیئرمین ! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ اس بات کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ قیام پاکستان کے بعد صنعتی پالیسی ہمیشہ تضاد کا شکار رہی ہے ۔ جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس وقت زیادہ کنسنٹریشن ڈھاکہ کی طرف رہی، چٹاگانگ کی طرف رہی، یا کراچی کو زیادہ اہمیت دی گئی ۔ اتنے بے انداز طریقے سے اور بے ربط طریقے سے انڈسٹریلائزیشن کی گئی جو اب saturated point کو پہنچ گئی ہے لہٰذا اس کا پھیلاؤ پورے ملک میں نہایت ضروری ہے ۔

حضور والا ! قیام پاکستان کے وقت ہمیں وراثت کے طور پر ایک کرنا فلی، پیپر مل ملی جو سارے ملک کی ضروریات، پرنٹنگ پیپرز وغیرہ کی پوری کرتی تھی ۔ لیکن بدقسمتی سے پاکستان کے دو لخت ہونے کے بعد ہم اس نعمت سے بھی محروم ہو گئے ۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً حکومت کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ اس پیپرز ملز کی انڈسٹری کو کسی نہ کسی طریقے سے استوار کیا جائے اور ایک پیپر مل کا قیام، مغربی پاکستان میں، جو اب پاکستان کہلاتا ہے، اس میں کہیں نہ کہیں کیا جائے ۔ جناب والا ! صوبہ سرحد میں مانسہرہ اور ہزارہ، جو کہ جنگلات سے پُر ہیں، ایک pulp انڈسٹری کا قائم ہونا منظور ہوا تھا لیکن ابھی تک یہ معاملہ معرض التوا میں پڑا ہوا ہے اس سلسلے میں، میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ اب معلوم ہوا ہے کہ اس پر کچھ کام ہو رہا ہے ۔

حضور والا! جب ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کے قیام کے سلسلے میں زر مبادلہ سے بچا جائے تو ۱۹۸۰ء میں پنجاب منرل بورڈ کو سروے کا کام سپرد کیا گیا پنجاب منرل بورڈ نے سروے کر کے فیزیبلٹی رپورٹ دی، حضور والا! مختلف مراحل طے کرتے ہوئے، این، ڈی، ایف، سی، اور ایکنک سے اپرووال لیتے ہوئے، آخر وہ اس مقام پر آئی کہ یہ ایک فیزیبل رپورٹ ہے۔ لہٰذا اس پر عمل ہونا چاہیئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی کچھ تفصیلات سامنے آئی ہیں مثلاً کہ جب اس کی feasibility کی گئی، اس کے لیئے فارن ٹینڈرز منگوائے گئے، فارن کمپنیوں نے اسے آ کر دیکھا اور آمادہ ہوئیں کہ ہم اس میں سرمایہ کاری کریں گے۔ لہٰذا اس کی بنا پر صدر مملکت نے اس مل کا فاؤنڈیشن سٹون رکھا اور خصوصی ہدایات دیں کہ اس مل کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے، اس کے بعد معلوم نہیں کیا ہؤا۔ اگر انہوں نے اس کو ملاحظہ فرمایا ہے تو انہیں معلوم ہو گا، البتہ مجھے معلوم ہؤا ہے کہ سات سالہ پلان میں بھی اس کے لیے گنجائش رکھی گئی ہے۔ جناب والا! پنجاب سے فنانس منسٹر کے ہوتے ہوئے بھی اگر یہ منصوبہ کسی سازش کا شکار ہو رہا ہے تو ان لوگوں سے سراسر زیادتی ہو گی۔ جہاں تک را میٹریل کا تعلق ہے اس جگہ کے نزدیک ایک شوگر مل چل رہی ہے وہاں سے بھی اس کے لیئے را میٹریل مل سکتا ہے۔ اب جناب والا! جہاں ملین ڈالرز فارن ایکسچینج کی بچت ہو، ۵۲ پرسنٹ را میٹریل کی فراہمی کی صورت میں یہ پرنٹنگ پیپر ملے اور اس کے ساتھ ساتھ پانچ سو آدمی بھی برسر روزگار ہو جائیں تو اس منصوبے کو کسی سازش کا شکار کر کے ختم کرنا سراسر نا انصافی ہو گی، اس صوبہ سے بھی نا انصافی ہو گی جو اکثریت کے بل بوتے پر ۵۶ پرسنٹ کا دعویٰ کرتا ہے، لہٰذا اس بات کی نفی ہو گی

[Mr. Shad Muhammad Khan]

کہ وہ اکثریت میں ہے ۔ اسے اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہیئے جو کہ حکومت اور عوام کے مفاد میں ہے ۔

حضور والا ! ان خدشات کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے کہ اس میں ایسے interested لوگ ہیں جو اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں ۔ ممکن ہے کہ ان لوگوں کی ملی بھگت ہو کہ کاغذ کی امپورٹ میں اتنا منافع ہے، اس میں ٹریڈنگ ایجنسیز بھی آ سکتی ہیں، اخبارات بھی آ سکتے ہیں۔لہٰذا اگر ان کی یہ سازش ہو کہ یہ منصوبہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچے اور حکومت کو کروڑوں روپے کا زرمبادلہ نہ بچے تو اس منصوبہ سے زیادتی ہو گی لہٰذا میں اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس موشن کی سپورٹ کریں اور اس موشن کو پاس کریں اور پنجاب کے ایک جائز مطالبہ کو اور پاکستان کی ایک ضرورت کو پورا کریں ۔ شکریہ !

جناب چیئرمین : اور کوئی معزز رکن۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) محمد حیات خان : میں اس موشن کو سپورٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا ! شاد محمد خان صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے بہت ہی قابل فہم اور قابل عقل بات بھی ہے کہ اس پر غور کیا جائے ۔ جہاں تک انڈسٹریز کا تعلق ہے، پورے ملک میں بیمار انڈسٹریوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے ۔ اس سلسلے میں جہاں تک لکڑی کا، جنگلات کا تعلق ہے، وہ اس ملک میں خاص طور پر صوبہ سرحد میں بہت ہے ۔ مانسہرہ ۔ سوات ۔ شانگلہ پار کے علاقوں میں لکڑی کی کمی نہیں ہے اس کے علاوہ ان علاقوں میں دیگر میٹریل کی بھی کمی نہیں ہے ۔ اگر وہاں پیپر۔انڈسٹری

لگائی جائے تو اس سے عوام کو روزگار نصیب ہوگا جس سے غریب طبقہ کو رزق حلال نصیب ہوگا۔ اور اس طبقہ کو کچھ سہولتیں نصیب ہوں گی۔ اسی طرح اگر پورے ملک کا سروے کیا جائے اور یہ تحقیقات کی جائے کہ کس علاقے میں کون سی معدنیات یا کون سا میٹریل زیادہ ہے۔ اس چیز کو پیش نظر رکھ کر وہاں پر اگر فیکٹریاں لگائی جائیں تو یہ ملک ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کر سکتا ہے کیونکہ یہاں ہر قسم کی معدنیات ہیں، جنگلات ہیں۔ صرف ضرورت صحیح منصوبہ بندی کی ہے اور پھر کام کو صحیح انداز میں چلانے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میں اتنا سمجھتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں جہاں بجلی پیدا ہوتی ہے وہاں بجلی کے علاوہ جنگلات کے وسیع ذخائر بھی موجود ہیں لیکن ناقص منصوبہ بندی کی وجہ سے یہ ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس وقت علاقہ مانسہرہ، سوات، شانگلہ پار اور دیر جہاں بہت جنگلات ہیں وہاں ماچس کی فیکٹریاں قائم کی جائیں۔ وہاں کریوٹوں کی اور دروازے بنانے کی فیکٹریاں قائم کی جائیں تاکہ عوام کو روزگار کا مؤثر ذریعہ بھی مل سکے اور یہ ملک ہر چیز میں خود کفیل ہو سکے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب بنگلزئی۔

میر حسین بخش بنگلزئی: جناب چیئرمین! میرے محترم دوست اور بزرگ دوست جناب شاد محمد خان صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ ہے "حکومت کی صنعتی پالیسی" اور دوسرا حصہ ہے کہ بالخصوص پنجاب میں کمالیہ پیپر ملز کی تنضیب کے حوالے سے بحث کی جائے۔

میں اس تحریک کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور بالخصوص اس کے پہلے حصہ کی کیونکہ جہاں تک حکومت کا مختلف سلسلوں میں پالیسیز کا تعلق ہے، وہ یکے بعد دیگرے وقتاً فوقتاً اس ایوان میں زیر بحث آتے رہے ہیں۔ مگر جہاں تک حکومت کی

[Mr. Hussain Bakhsh Bangulzai]

صنعتی پالیسی کا تعلق ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم نے یا ہاؤس نے اس پالیسی پر بہت کم بحث کی ہے بلکہ زیر بحث ہی نہیں آئی۔ اس لیئے ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت کی صنعتی پالیسی کو ضرور زیر بحث لایا جائے۔ جب ہاؤس حکومت کی صنعتی پالیسی کو زیر بحث لانے کے لیے محترم شاد محمد خان کی اس تحریک کو سپورٹ کرے گا تو اس وقت ہم مکمل طور پر حکومت کی صنعتی پالیسی پر اپنے خیالات کا بھی اظہار کریں گے اور ہاؤس کو اس بات کا موقع مل جائے گا کہ وہ حکومت کی صنعتی پالیسی کے متعلق اپنی تجاویز پیش کرنے اور حکومت کی صنعتی پالیسی کے متعلق جو خامیاں ہر آئیں اس کی طرف وہ اشارہ بھی فرمائیں۔ اس سیر حاصل بحث کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس ہاؤس کی طرف سے کافی مواد ملے گا تاکہ وہ اپنے منصوبوں میں اور اپنے منصوبوں کی پیش بندیوں میں حکومت کی صحیح صنعتی پالیسی کا اجرا کر سکے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب عبدالقیوم خان صاحب،

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم خان: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت عطا فرمائی لیکن میں ساتھ ہی ساتھ ڈرتا بھی ہوں کہ ان پالیسیز کے بارے میں آپ کا جتنا نالج ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی ممبر کا بولنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن مجھے امید ہے کہ آپ میری رہبری فرمائیں گے۔

، جناب والا! میں انڈسٹریل پالیسی کی generally سپورٹ کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کو اس کے متعلق ایک نہ ایک دن ضرور غور کرنا چاہیئے کیونکہ ہم ہر حلقہ سے، ہر طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور خاص طور پر جب ہم باہر جاتے ہیں تو وہاں مقیم پاکستانی یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنا سرمایہ باہر سے لا کر یہاں انوسیٹ کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں جب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب

وہ پاکستان آئے اور اپنا سرمایہ پاکستان میں لگایا تو ان کو بہت نا امیدی ہوئی ۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایک دفتر سے دوسرے دفتر اور پھر تیسرے دفتر کے آگے جو چکر لگانے پڑتے ہیں، یہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں ۔ ہم سنتے رہے ہیں کہ one window operation عنقریب نافذ ہوگا لیکن یہ نافذ ہونے میں نہیں آتا ۔ اس وقت میں کمالیہ پیپر ملز پراجیکٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔ میرا نالج "نیشن" اخبار میں شائع شدہ تازہ ایڈیٹوریل پہ based ہے ۔ اس سے زیادہ مجھے اس سے کوئی واقفیت نہیں ۔ میں نے اس ایڈیٹوریل کے پڑھنے کے بعد کچھ یہاں ہی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ سیر حاصل نہیں ۔ اس ایڈیٹوریل سے مجھے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۷۸ء میں صدر صاحب کے initiative پہ اس کی سٹڈی undertake ہوئی تھی ۔ اور idea تھا کہ ہم اپنا کاغذ بنائیں گے based on indigenous raw material ۔ کافی فزیبلٹی سٹڈیز کے بعد اور کافی سال ضائع ہونے کے بعد اور کافی پرائس ایسکالیشن کے بعد ستمبر ۸۵ء میں یہ ایکنک نے approve کر دیا۔ اس کے بعد بھی دو سال گزر گئے ۔ اس کے باوجود اور فیزیبلٹیز سٹڈیز ہوئیں ۔ ایکنک کی اپروول کے بعد کوئی ضرورت تھی یا شاید میں پروسیجر سے واقف نہیں ہوں یہ سٹڈی پاکستان بنکنگ کونسل نے کی ۔ اور Financial Management Services in UK نے کی ۔ اس کے علاوہ وزیر اعظم کے حکم سے کچھ کمیٹیز قائم ہوئیں ۔ ان میں سے ایک این ڈی ایف سی والے بھی تھے ۔ پاکستان بنکنگ کونسل نے اس پراجیکٹ کو فیزیبل کہا ۔ Financial Management Services in UK نے جنہوں نے انڈر ٹیک کی تھی یہ فیزیبلٹی سٹڈی، انہوں نے بھی اس کو ریکمنڈ کیا ۔ لیکن کچھ این ڈی ایف سی کا disagreement ہے ۔ ان کے disagreement کو سنا ہے اکاموڈیٹ

[Brig. (Retd.) Abdul Qayum Khan]

کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ہر دفعہ کوئی نیا نکتہ نکالتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کو اب تک انڈر سٹڈی رکھا ہے، اور یہ ڈسکس ہونے میں دس سال گزر گئے۔ ہر دفعہ پرائس ایسکالیشن ہوتی ہے۔ اسکا ذمہ دار کون ہے؟ یہ فیصلہ کوئی نہیں کرتا۔ اور پرائس ایسکالیشن ہر دفعہ ایک اور excuse بن جاتی ہے اس کے راستے میں روڑا اٹکانے کے لیئے۔ اب تک اس کی 1.5 billion cost escalation in rupee ہو چکی ہے۔ اور میں نے یہ "نیشن" کے اس ایڈیٹوریل میں دیکھا ہے مجھے صحیح فگرز کا پتہ نہیں ہے۔ اسی "نیشن" کے ایڈیٹوریل میں لکھا ہوا ہے کوئی contradict کر دے کہ انڈیا نے ایک پراجیکٹ پہلے ہی شروع کیا ہے اور وہ کئی سالوں سے in production ہے اور ابھی وہ چھ اور پراجیکٹ انڈر ٹیک کر رہے ہیں۔ اسی bulk پہ اسی قسم کے، اسی میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ جوائنٹ وینچر ہے ایک فارن کنسرن کے ساتھ جنہوں نے 1/3rd of total equity in foreign exchange provide کرنے کا ایگریمنٹ کیا ہوا ہے اس کے علاوہ یہ کینیڈا، آسٹریا اور ویسٹ جرمنی کی گورنمنٹ فنانس ایجنسیز نے اس کو فارن ایکسچینج component provide کرنے کا وعدہ کیا اور ایگریمنٹ ہو چکا ہے which is current since April, 87 اس کے باوجود یہ پراجیکٹ through نہیں ہو رہا ہے ایکنک کی اپروول کے بعد اور بے شمار feasibility studies کی recommendation کے باوجود ایک [illegible] کچھ اعتراضات کی وجہ سے کیس لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس دوران Price escalation ہوتی جا رہی ہے ایسے institutions جن کی ذمہ داری ہی نہیں ہے کہ بعد میں price escalation کو بھی share کریں۔ ان کو veto کرنے

کی تو اجازت نہیں ہونی چاہیئے ۔ میں نے murmurs سنی ہے کہ کوئی vested interest ہے جو اس پراجیکٹ کو آگے نہیں چلنے دیتا ۔ تو میرا خیال ہے کہ اس پہ اچھی طرح سے ڈبیٹ ہونی چاہیئے ۔ اور پھر concerned Ministries جو ہیں ڈاکٹر صاحب شاید اس پر روشنی ڈال سکیں اور اس ہاؤس کو بتا سکیں کہ آخر یہ دس سال کی تاخیر کیوں ہوئی اور ایکنک کی اپروول کے بعد دو سال کی دیر کیوں ؟ اور یہ different feasibilities کی رپورٹس جو ہیں ان میں جو diversions ہے اس کو کون reconcile کرے گا اور کب کرے گا ؟ شکریہ !

جناب چیئرمین : جناب وزیر مملکت صاحب ۔

میاں محمد زمان (وزیر مملکت برائے صنعت) : جناب چیئرمین ! جہاں تک صنعتی پالیسی کا تعلق ہے اور سینیٹر صاحبان کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ حکومت کی صنعتی پالیسی کو اس ایوان کے اندر زیر بحث لایا جائے ۔ میں اسے خوش آمدید کہتا ہوں اور حکومت کو اس سلسلے میں کوئی انکار نہیں آپ جس وقت اور جب چاہیں ، صنعتی پالیسی کو زیر بحث لائیں ۔ گو کہ موجودہ حکومت کی یہ دیانتدارانہ رائے ہے کہ اس ملک کو خوشحالی اور اقتصادی طور پہ ترقیاتی یافتہ ممالک کے برابر نہیں لایا جا سکتا جب تک اس ملک کے اندر صنعتی انقلاب نہ لایا جائے ۔ اور اس کے لیے حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے موجودہ حکومت کو اس بات کا شرف حاصل ہے کہ اس نے صنعتی پالیسی کے اندر بعض انقلابی تبدیلیاں کی ہیں مثلاً ۵۰ کروڑ روپے تک کی صنعت لگانے کے لیے کسی قسم کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے ۔ چند صنعتوں کے علاوہ جو پانچ یا سات

[Mian Muhammad Zaman]

specified لسٹ پر ہیں اس کے علاوہ اس ملک کے اندر ہر قسم کی صنعت لگانے کی مکمل آزادی ہے۔ افسر شاہی کا وہ سرخ فیتہ جو صنعتوں کے راستے میں حائل ہوا کرتا تھا اس کو ختم کر کے کھلا کر دیا گیا ہے صنعتیں لگانے کے لیئے۔ یہی ٹیکسٹائل ملیں اور شوگر ملیں جن کے اجازت نامے سیاسی رشوتوں کے طور پر اس ملک کے اندر دیئے جاتے تھے اور جو اجازت نامے سرعام بکا کرتے تھے اس حکومت کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ اس نے تمام صنعتوں کو کھلا کر دیا ہے۔ جو کوئی صنعت لگانا چاہتا ہے اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیئے

جناب والا! یہاں پر یہ بات کی گئی ہے کہ سابقہ حکومتوں کی پالیسی کی وجہ سے صنعتوں کو ایک جگہ پہ اکٹھا کیا گیا ہے موجودہ حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ یہ درست بات ہے اور صنعتوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے سے واقعی بہت سے معاشرتی اور دوسرے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ صنعتوں کو پورے ملک کے اندر لگایا جائے اور پورے ملک کے اندر اس کے مواقع فراہم کیئے جائیں اور موجودہ حکومت نے اپنی پالیسیوں کے اندر اس طرف توجہ دی ہے جناب والا! آپ کے علم میں ہو گا کہ پنجاب کے اندر چونیاں میں ایک نئی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی ہے اور اسے ڈیوٹی فری زون قرار دیا گیا ہے جہاں پر ڈیوٹی اور ٹیکس کی چھوٹ دی گئی ہے اسی طرح پنجاب میں اور علاقے ہیں۔ حال ہی میں مردان کے علاقے اُتمان زئی میں دس سال کے لیئے چھوٹ دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بجلی کے

ضمن میں بھی ۵۰ فیصد چھوٹ دی گئی ہے جو کہ ملک کے کسی اور حصے میں نہیں ہے۔ اس کے علاوہ حکومت سنجیدگی سے غور کر رہی ہے کہ پورے ملک میں ٹیکس کی چھوٹ دی جائے اور ڈیوٹی کی بھی چھوٹ دی جائے تاکہ لوگ اپنے گھروں کے قریب جس جگہ چاہیں صنعتیں لگا سکیں تاہم اس سلسلے پر جب مکمل بحث ہو گی تو ہم اپنی صنعتی پالیسی کے متعلق روشنی ڈالیں گے۔

جناب والا! جہاں تک کمالیہ پیپر مل کا تعلق ہے یہ ایک صوبائی پراجیکٹ ہے جس کے متعلق مرکزی حکومت منظوری دے چکی ہے۔ ایکنک نے اس کی منظوری دی ہے۔ اب یہ معاملہ مالیاتی اداروں کے زیر غور ہے آپ جانتے ہیں کہ مالیاتی اداروں میں عوام کا روپیہ جمع ہے۔ اور یہ مالیاتی اداروں کا اختیار ہے کہ وہ جس جگہ عوام کا روپیہ صرف کریں وہ اس بات کو دیکھیں کہ آیا جس جگہ روپیہ صرف کیا جا رہا ہے یہاں سے واپسی کے امکانات بھی ہیں یا نہیں! آیا پبلک کا جو روپیہ واپس کیا جاتا ہے اس میں کل کو کوئی مشکلات تو درپیش نہیں ہوں گی۔ مالیاتی ادارے اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہیں۔ اور ان پر حکومت کی طرف سے کسی قسم کا دباؤ نہیں ڈالا جاتا۔ تاہم اس سلسلہ میں اصل معاملہ ابھی مالیاتی اداروں کے پاس ہے اور وہیں پہ کوئی رکاوٹ آ رہی ہے وزارت مالیات کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی وضاحت کی جا سکتی ہے۔ میں آخر میں پھر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ حکومت کی صنعتی پالیسی پہ بحث کے لیے کوئی وقت رکھیں وزارت صنعت اس کو خوش آمدید کہے گی۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : شکریہ! میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا کہ اگر آپ ایک فارمل موشن move کر دیں کہ انڈسٹریل پالیسی اس ہاؤس میں ڈسکس کی جائے تو بہتر ہوگا۔

Mr. Hasan A. Shaikh : There is one question when Banking Council has approved of the project, is NDFC outside of the control of the Banking Council? You may be knowing better than even the Minister, you can tell me.

Mr. Chairman : I don't think I should comment on this but . . .

میاں محمد زمان : سر! میں معزز سینیٹر کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ این ڈی ایف سی وزارت صنعت کے ماتحت نہیں ہے اس کے متعلق میں نے یہی عرض کیا تھا کہ وزیر خزانہ یا وزارت مالیات ہی کوئی جواب دے سکتے ہیں، وزارت صنعت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ تو جیسا کہ جناب چیئرمین صاحب نے فرمایا کہ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر حکومت کی صنعتی پالیسی کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ! جناب شاد محمد خان۔

جناب شاد محمد خان : سر! وزیر صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا میری تسلی تو نہیں ہوئی، اس میں، انڈسٹریل پالیسی پر بے شک بحث کی جائے لیکن یہ جواب نہیں ملا کہ فنانس والے اس کے ساتھ کیا کریں گے۔ وہ جواب کون دے گا اور کب دے گا؟

جناب چیئرمین : جہاں تک اس کمالیہ پیرل کا تعلق ہے آپ کے سامنے انہوں نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔ قاعدہ ۱۸۷ کے تحت یہی چیز ہوتی ہے کہ معاملہ ڈسکس کیا جائے تاکہ اس کے مختلف نکات سامنے آجائیں۔ وزیر صاحب کی تقریر آپ نے بھی سنی ہم سب نے بھی سنی اور مجھے یقین ہے کہ وہ اسکا کوئی تدارک کریں گے۔

Mr. Shad Muhammad Khan : Point of order, Sir. In relation to the business on the Orders of the Day, other Members who have to move their resolutions are absent so I should be allowed to move my resolution so that it should be taken up on the next Private Members' Day.

Mr. Chairman : Which one?

Mr. Shad Muhammad Khan : Resolution No. 14. All the Members are absent who had to move their resolutions earlier as given in the Orders of the Day.

Mr. Chairman : I do not think we can come to the resolution . Let us finish the business relating to motions.

So this brings us to the end of the discussion on the motion moved by Mr. Shad Muhammad Khan under Rule 187. Let me also repeat the motion moved by the Minister, is :

> "That this House may discuss at a suitable opportunity, date to be fixed by the Chairman, the Industrial Policy of the country".

(The motion was carried)

Mr. Chairman : *The House is now adjourned to meet again on 27th January, 1988 at 4.00 PM.*

[The House adjounred to meet again at Four of the clock in the evening on Wednesday, January 27, 1988.]